https://ataunnabi.blogspot.com/

اکرام الحق کی کھلی چٹھی کا جواب

(سنِ تصنیف: 1932ء)

تصنیفِ لطیف

حضرت علامہ حکیم ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ

www.maktabah.org/net

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیه والصلوۃ والسلام علی حبیبه

دور حاضرہ میں چونکہ آزادی کا زور ہے اسی وجہ سے ہر سمت بے دینی کا شور ہے۔ آج وہ وقت ہے کہ انسان اگر چاہے کہ یکسو ہو کر ایک مذہب کا متبع بنا رہے تو یہ مشکل ہے اس لئے کہ علم دنیا سے اٹھ رہا ہے جہالت عام ہو رہی ہے پھر ایک جاہل جو اپنے پرانے طریقہ پر جا رہا ہے اس کو جب کوئی نئی آواز آتی ہے تو وہ مجبور ہے کہ اسے سنے اور سننے کے بعد معذور ہے کہ مذبذب نہ ہو۔ پھر مذبذب ہونے پر اس کے لئے ناگزیر ہے کہ وہ جس پر اپنا یقین جمائے ہوئے ہے' جسے اپنا راہنما جان رہا ہے' جسکو عالم باعمل سمجھ رہا ہے اس سے ان شبہات کا ازالہ کرے اور عالم جب ان کے وہ اعتراضات سنتا ہے تو دو باتوں میں سے ایک بات کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ یا کہہ دیتا ہے کہ تم نے ایسے بے دین کی بات ہی کیوں سنی اپنی پرانی روش پر چلا جانا تمہارا فرض تھا یا جواب دیتا ہے کہ اب جواب کی صورت بھی دو حال سے خالی نہ ہوگی یا وہ جواب ایسے علمی جواہر ریزوں سے مزین ہوگا کہ وہ سنکر کچھ نہ سمجھ سکا ہو یا ایسے سادہ الفاظ میں ہوگا کہ اس کی اس جواب سے سیری نہ ہو اور تیسرا درجہ جواب کا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی تشفی اس جواب سے کر سکا ہو۔ مگر پھر جدید شبہات سے وہ اگر مذبذب ہو جائے تو اس میں اس کی جہل کی وجہ ہی ہو سکے گی۔ بہر کیف آج جہاں عالم عالم میں بے دینوں کے حملوں سے محفوظ نہیں ہیں وہاں عوام جاہل بھی ان کے نخچیر ہیں۔ سخت مشکل ہے آج حیرت ہی حیرت ہے انسان کرے تو کیا کرے۔ اگر سب سے صلح رکھتا ہے تو حکم قرآنی

﴿ لا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کَانُوْا اٰبَاءَ هُمْ اَوْ اَبْنَاءَ هُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ﴾ کے خلاف ورزی کرنیوالا بن کر ملزم شرعی قرار پاتا ہے۔

اور اگر سب کو دندان شکن جواب دیتا ہے تو ہمارے اپٹوڈیٹ انگریزی خوان ناراض ہوتے ہیں اگر خاموش رہتا ہے تو شیطان اخرس مداہن فی الدین قرار پاتا ہے۔ بنا بریں چوتھا طریقہ ہمارے ذہن میں آیا ہے۔ وہ اگر ہمارا خیال غلطی نہیں کرتا تو شاید عام طور پر بھی پسندیدہ ہوگا۔ **ولیس وراء ذالک حبة خردل من الایمان.**

وہ یہ کہ سخت کلامی، درشت زبانی، سب وشتم، طعن وتشنیع، میں میں تو تو، واہی تواہی، اوندھے سیدھے سے مجتنب رہ کر بخنداں پیشانی سادہ بیانی اختیار کر کے مہذب پیرایہ میں معترض کے اعتراض کو لیکر اسکا شافی وافی کافی واضح لائح روشن طریق سے جواب دے۔ پھر منصف کے لئے وہ یقیناً مشعل ہدایت ہوگا اور غیر منصف کے لئے نہ وہ کفایت کر سکتا ہے نہ یہ۔ لہٰذا اس تمہید کے بعد اول ہمیں ایک بزرگوار کا تعارف کرادینا ضروری ہے تاکہ ناظرین انہیں سمجھ سکیں کہ یہ کون ہیں اور کیا ہیں؟ پھر ان کی ان عنایات کا شکریہ جواب کی صورت میں پیش کر دینا ہے جو انہوں نے اپنی عصبیت مذہبی کے اقتضاء سے اسلام اور بانی اسلام سید اکرم رحمت دو عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر کی ہیں۔ **واللہ ھو الموفق والمعین وبہ نستعین.**

ایک مدت گزر گئی کہ عیسائیوں کی طرف سے ایک ٹریکٹ نکلا تھا جس کا نام ''حقائق القرآن'' تھا اور اسکا جواب غیر مقلدین کی طرف سے بھی شائع ہوا تھا اور اہل سنت نے بھی بہت سے اجوبہ دیئے تھے۔

پھر دوبارہ جب کہ نومبر ۳۲ء میں مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کا سالانہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جلسہ ہونیوالا تھا اسوقت ایک اکرام الحق نامی عیسائی یا مرزائی یا "**لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء**" نے کھلی چٹھی بنام علماء کرام شائع کی جسمیں ہو بہو وہی اعتراضات حقائق القرآن کے حوالہ سے لکھ کر احناف کو ڈرایا تھا کہ یا تو جواب شافی دو ورنہ میں مرزائی یا عیسائی ہو جاؤنگا۔ چنانچہ اسی وقت بہت سے اجوبہ شائع ہوئے جلسہ میں بھی علماء کرام نے مختصر جوابات دیئے۔ مگر احباب کا برابر اصرار رہا کہ جوابات مفصل براہین واضحہ کے ساتھ شائع کئے جائیں مگر میں ٹلاتا رہا آخرش بزم تنظیم نے بزور درخواست کی کہ جوابات لکھے جائیں ہم شائع کریں گے لہٰذا اب مجھے ان اعتراضات کے جوابات کے لئے قلم اٹھانا پڑا۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ معترض میرے اجوبہ تسلیم کرے نہ کرے مگر میں ان شاء اللہ حتی المقدور ہر آیت کا جواب آیت سے اور حدیث کا جواب حدیث سے دونگا اور تہذیب کے دائرہ سے خارج کوئی لفظ اپنی قلم سے نہ نکالوں گا۔ آئندہ ہدایت یہ قدرت الٰہی میں ہے۔ **وما علینا الا البلاغ.**

تلخیص تمام اعتراضات کی یہ ہے کہ

از روئے قرآن حضرت عیسیٰ سید اکرم ﷺ سے افضل ہیں اس دعوٰی کے ثبوت میں حوالہ جات قرآنی دیئے ہیں اور ان ادلہ کی تعداد چودہ تک پہنچائی ہے۔ ہم معترض کے اعتراض کو عنایت کے لفظ کے ساتھ تعبیر کرینگے اور جواب کے موقعہ پر شکریہ لکھیں گے اور جملہ اعتراضات کی تلخیص نقل کرینگے:

عنایت (۱): حضرت مسیح کی پیدائش بے باپ کے معجزانہ تھی اس لئے وہ حضور ﷺ سے افضل تھے۔

شکریہ : میاں اکرام! آپ نے سخت غلطی کی ہے جو محض اس کی وجہ سے آپ عیسائی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بننے کو تیار ہو گئے کہ عیسیٰ علیہ السلام بے باپ کے پیدا ہوئے۔ عزیز من! معجزہ کی تعریف تو یہ ہے کہ مخلوق میں سے کسی برگزیدہ نبی سے اسطرح کوئی فعل سرزد ہو کہ اس کے مقابلہ سے عوام عاجز آ جائیں اور وہ قوت ان کی ذاتی نہ ہو بلکہ بعطاء الٰہی ان میں نظر آئے۔ مگر اس معجزہ کا فاعل بظاہر وہی نبی ہو۔

امر ولادت ایک ایسی چیز ہے جسکا تعلق پیدا ہونے والے سے نہیں بلکہ پیدا کرنے والے سے ہے اور جس کا ظہور خالق کی طرف سے ہوا سے مخلوق کی طرف منسوب کر کے معجزانہ کا دعویٰ کرنا محض خوش فہمی کی دلیل ہے بلکہ بموجب آیہ کریمہ ﴿ **ان مثل عیسیٰ عنداللہ کمثل ادم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون** ﴾ حضرت آدم کی صورت ولادت بجائے حضرت عیسیٰ کے زیادہ معجزانہ ہے لہٰذا عیسائی بننے کی تیاری نہ کیجئے بلکہ آدمی بننے کی فکر کیجئے کیونکہ آیہ مذکور میں صاف ارشاد ہے کہ بے شک عیسیٰ کی مثال مثل آدم کے ہے (کہ وہ بے باپ پیدا کئے گئے) اور آدم کو محض مٹی سے بنا کر حکم فرمایا تو وہ پیدا ہو گئے۔ یہاں ماں ہے نہ باپ۔

علاوہ ازیں شان تخلیق اب تک چار صورتوں میں نظر آئی ہے۔ **اول** درجہ یہ کہ بلا وساطت والدین جیسے آدم صفی اللہ علیہ السلام دوسرے بوساطت والدہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام تیسرے بوساطت مرد جیسے حوا (رضی اللہ عنہا) اور **چوتھے** بوساطت والدین جیسے تمام مخلوقات۔ اور غالباً یہی شان تخلیق خالق زمین و زماں کو زیادہ مرغوب ہے کہ اس صورت میں اپنے محبوب خاص جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت فرمائی۔ پھر اگر معجزانہ تخلیق سبب شرافت و عظمت علی الخلائق ہے تو آدمی بننا پسند نہ ہو تو حوائی بنیے کہ اور بھی زیادہ معجزانہ ہے کہ عادت اللہ کے خلاف ظہور ہوا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور پھر ناقہ صالح علیہ السلام کو سب سے افضل ماننا پڑے گا کہ وہ پتھر کی چٹان سے نکلا اور باہر آتے ہی بچہ دیا لہٰذا ناقئی بنئے اور اس کا تذکرہ قرآن کریم میں موجود ہے:

﴿فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا﴾

میاں اکرم! اعتراض کرتے یا کتاب حقائق قرآن پڑھتے وقت کچھ سوچا بھی ہوتا یوں ہی پکار بیٹھے کہ میں دلائل حقائق قرآن سے متاثر ہو چکا ہوں۔ ہمیشہ یاد رکھو ہر فعل فاعل کی ذات کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے اور مفعول پر اس کا ظہور ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس شان سے عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرما کر بتایا کہ ﴿وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ﴾ ہم نے مسیح کو بے باپ پیدا کر کے اپنی قدرت کی ایک نشانی بتائی ہے' نہ کہ حضرت مسیح کی شرافت بھی اس میں مضمر ہے اور اگر ایسا ہی ہوتا تو بہت سے کیڑے مکوڑے موسم برسات میں بلا ماں باپ وجود میں آتے ہیں وہ بھی افضل قرار دینے پڑیں گے۔ امرود کے اندر گولر کے اندر خود بخود کیڑا ابھنگا پیدا ہوتا ہے تو یہ معجزانہ ولادت ہے۔ لہٰذا فرمایئے کہ یہ بھی سب سے حتیٰ کہ معاذ اللہ عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل ہیں۔ واللہ الھادی۔

عنایت (۲): مسیح کی والدہ حضرت مریم کو سب جہان پر فضیلت ہے لہٰذا مسیح افضل ہیں۔

شکریہ: عزیز من! والدہ کی افضلیت سے مولود کی افضلیت کو کیا تعلق؟ اور اگر حضرت مریم کو آپ ﴿وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ سے تمام زمانہ کی عورتوں پر افضل مانتے ہیں تو عیسائی بنئے اور مرزائی ہونے کی کیوں ڈانٹ بتائی' مریمی ہونے کی دھمکی دی ہوتی۔ علاوہ ازیں ﴿طَهَّرَكِ﴾ کا ترجمہ ہی دیکھ لیا ہوتا تاکہ آپ کو عرف عرب تو معلوم ہو جاتا۔ دیکھئے مفسرین نے عرف کے لحاظ سے اس کا ترجمہ کیا ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وَطَهَّرَكِ مِنْ مَّسِيسِ الرِّجَالِ یعنی مس ذکور سے پاک کیا ہے جوایک امر واقعہ کا اظہار قرار پاتا ہے۔علاوہ ازیں اس کے ماتحت مفسرین نے جس قدر اقوال نقل کئے ہیں ان میں سے کوئی بھی آپ کے دعویٰ کا مؤید نہیں۔ملاحظہ ہو پہلا قول تو مذکور ہو چکا علاوہ اس کے دو قول اور ہیں۔

ا...... قِيلَ من المحيض. قَالَ السدِیُّ كانت مريم لا تحيض. یعنی پاک کیا تجھ کو اے مریم حیض سے۔علامہ سدی کہتے ہیں کہ حضرت مریم حائضہ نہیں ہوئیں۔

۲...... قِيلَ من الذنوب. یعنی اور پاک کیا اللہ نے اے مریم تم کو گناہوں سے اور ﴿عَلٰى نِسَاءِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ کے ماتحت لکھتے ہیں: قِيلَ عالَمِيُّ زَمَانِهَا. وَقِيلَ عَلٰى جَمِيعِ النِّسَاءِ الْعَالَمِينَ فِيْ أَنَّهَا وَلَدَتْ بلا أَبٍ وَلَمْ يمكن ذالكَ لِاَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ وَقِيلَ بِالتَّحرِير في المسجد لم تحرر أُنْثٰى. یعنی بعض کہتے ہیں ان کے زمانہ کی عورتوں پر طہارت دی گئی۔بعض کہتے ہیں تمام زمانہ کی عورتوں پر طاہر ہوئیں اس لئے کہ بغیر مرد کے اولاد دی اور یہ بات زمانہ کی عورتوں میں نہیں۔بعض کہتے ہیں حمل میں آزاد ہونے کی وجہ سے طاہر ہوئیں۔پھر فرمایئے عیسیٰ علیہ السلام کو اس سے کیا فضیلت۔سعدی علیہ الرحمۃ نے خوب کہا ہے۔

هنر بنما اگر داری نه جوہر
گل از خار است ابراہیم از آذر

اور اگر بفرض غلط ہم تسلیم بھی کرلیں تو عیسیٰ علیہ السلام کو ماں کی وجہ سے افضل ماننا پڑے گا اور سرکار ابد قرار روحی فداہ ﷺ کی وجہ سے ازواج مطہرات کو یہ شرف ملا کہ ارشاد ہوا ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ﴾ اے ہمارے نبی کی بیبیو! تم اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اور اس سے بڑھ کر یہ شرف محض حضور ﷺ کی وجہ سے ملا کہ ازواج مطہرات مومنین کی مائیں قرار پائیں اور صاف حکم آیا ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ یعنی ہمارے حبیب محمد ﷺ مسلمانوں کے ان کی جان سے زیادہ مالک ہیں۔ اور ان کی بیبیاں انکی (یعنی مسلمانوں کی) مائیں ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا ﴿وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا﴾ ان کے بعد نکاح نہ کرو ان کی بیبیوں سے بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔ اور اگر ﴿طهرک﴾ کا مقابلہ منظور ہے تو لیجئے ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا﴾ وہاں والدہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کی عورتوں میں مطہر تھیں یہاں بتصدق حضور ﷺ اہل بیت اطہار مطلقاً مطہر ہوئے۔

تو اب فیصلہ کر لیجئے کہ بموجب آپ کے دعویٰ کے عیسیٰ علیہ السلام نسبت ام کی وجہ سے باعظمت قرار پارہے ہیں اور یہاں حضور سرور عالم ﷺ کی وجہ سے ازواج کو شرافت مل رہی ہے۔ ذرا انصاف سے فرمائیں کس میں افضلیت نکلی اگر اللہ انصاف دے تو صاف کہوگے کہ بے شک حضور ﷺ کی عظمت ثابت اور ہمارے ''حقائق قرآن'' کا دعویٰ باطل۔

اور پھر خود سید یوم النشور ﷺ کی شان میں ارشاد ہوا ﴿وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا﴾ یعنی اے محبوب ہم نے تجھ کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ الناس میں الف لام استغراقی ہے جو احاطہ افراد کا مقتضی ہے بنابریں بدء خلق سے قیام ساعت تک ہر متنفس رسالت میں حضور کا محتاج حتیٰ کہ انبیاء سابقین بھی خواہ یحییٰ ہوں یا موسیٰ۔ از آدم تا عیسیٰ علیہ السلام نبوت و رسالت میں حضور کے دست نگر۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسی بناء پر محققین حضور کو ''نبی الانبیاء'' فرماتے ہیں اور خود حضور بھی سناتے ہیں انا امام الانبیاء ہم تمام انبیاء کے سردار ہیں۔علاوہ ازیں ﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ اور یاد کرو (اے محبوب اس واقعہ کو) جب اللہ نے پیغمبروں سے انکا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ۔اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔''النبیین'' میں الف لام استغراقی بھی ماننا پڑے گا اس لئے کہ جمع پر الف لام مفید استغراق ہوتا ہے۔بنابریں صاف ظاہر ہے کہ اتباع سید الرسل ہادی سبل جناب محمد رسول اللہ ﷺ موسیٰ ہوں یا عیسیٰ، آدم ہوں یا یحییٰ، شیث ہوں یا شعیب، ابراہیم ہوں یا اسمٰعیل سب پر لازم ہوا۔اور حضور ﷺ کی فضیلت تام اور شرف تمام واضح ولائح۔ نخل اور مزید برآں یہ کہ ہر نبی کی نبوت ہی اس امر پر موقوف ماننی پڑے گی کہ وہ اتباع محمد رسول اللہ ﷺ میں اس عہد کا شریک ہو عام اس سے کہ عیسیٰ، موسیٰ ہوں یا آدم و یحییٰ علیہم السلام۔وللہ الحمد۔میاں اکرام! انصاف سے کہنا۔کیا اب بھی تم مرزائی عیسائی ہونے کو تیار ہو؟ اگر زبان سے نہیں تو آپ کا ضمیر ضرور آپ کو ہمارے اس معروض کے تسلیم کرنے پر مجبور کرے گا۔

عنایت (۳): حضرت مسیح کی ولادت کے وقت خارق عادت امور ظاہر ہوئے درخت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خرمانے جو سوکھا ہوا تھا تر ہوکر تازہ کھجوریں دیں، چشمہ جاری ہوگیا۔ بموجب آیۃ کریمہ:

﴿فَنَادٰاهَا مِنْ تَحْتِهَا اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّکِ تَحْتَکِ سَرِیًّا وَهُزِّیْ اِلَیْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْکِ رُطَبًا جَنِیًّا فَکُلِیْ وَاشْرَبِیْ وَقَرِّیْ عَیْنًا﴾ یعنی تو اسے اس کے تلے (فرشتہ پکارا) کہ غم نہ کھا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہادی ہے اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا۔ تجھ پر تازہ پکی کھجوریں گریں گی تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ۔

شکریہ : بے شک یہ خارق عادت امور ہوئے مگر نہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے بلکہ قبل از ولادت عیسیٰ وقت دردزہ یہ امور ظاہر ہوئے۔ چنانچہ اگر ان آیات سے اوپر کی آیت پڑھ لی جاتی تو معاملہ صاف ہو جاتا **﴿فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا﴾** اس کے بعد ہے **﴿فَنَادٰاهَا مِنْ تَحْتِهَا﴾** جسکا ترجمہ صاف بتارہا ہے کہ یہ واقعہ دردزہ کا ہے جس وقت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہی نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ لفظی ترجمہ یہ ہے پھر اسے جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا۔ تو (حضرت مریم) بولیں ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی۔ **﴿فنادٰاھا من تحتھا﴾** تو اس سے اسی کھجور کے تلے سے فرشتہ پکارا کہ غم نہ کھا۔ الخ

دوسرے ان امور سے قدرت خداوندی کا اظہار ہوا یا کہ اعجاز مسیح کا قطع نظر اس کے ایسی مثالیں بکثرت ملتی ہیں کہ بے یارومددگار یتیم بچے کی پرورش ایسی شان سے ہوئی کہ بادشاہوں کے شہزادوں کی بھی نہ ہوئی۔ دور نہ جایئے نورجہاں بیگم کے حالات ہی پڑھ لیجئے کہ وہ کیسے پیدا ہوئی اور جہانگیر بادشاہ کی کس طرح بیگم بنی۔ مختصر قصہ بھی سن لیجئے تاکہ آپ اچھی طرح سمجھ سکیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نور جہان کا دادا شاہ طہماسپ صفوی ۹۳۰ء کے امراء سے تھا۔اس کے انتقال کے بعد ان کا خاندان زیر عتاب شاہی آ گیا۔تمام جائیداد ضبط کر لی گئی چنانچہ نور جہاں بیگم کے والد مرزا غیاث اپنی بیوی کو لے کر جان بچا کر بھاگے۔چونکہ بیوی پورے دنوں سے تھی' راستہ میں وضع حمل ہو گیا اور لڑکی پیدا ہوئی۔ادھر تو بے خانماں بحالت بربادی نکلنا ہوا' ادھر اس بے سروسامانی میں لڑکی ہوگئی۔اپنی جان ہی بھاری تھی' لڑکی کہاں لیجاتے۔جنگل میں ڈال سپرد خدا کر آگے چل دیئے۔حسن اتفاق پیچھے سے ایک قافلہ آ رہا تھا،اس کے میر قافلہ کی نظر اس لڑکی پر پڑی،لاولد تھا غنیمت جان کر اسے اٹھا لیا،دودھ پلانے والی کی تلاش ہوئی۔اگلے قافلہ میں اسی لڑکی کی ماں دایہ مقرر ہوئی۔مختصر یہ کہ شدہ شدہ دربار شاہی تک رسائی ہوئی اور لڑکی کا نام مہرالنساء رکھا گیا اور شیر افگن سے عقد کیا گیا اس کے قتل کے بعد جہانگیر کے محل میں آئی اور نور جہاں خطاب پا کر پردۂ جہانگیر میں ملکہ ہو کر حکمران ملک بنی۔یہی حال اکبر بادشاہ کا ہے جو تواریخ میں آپ کو ملے گا۔

لہٰذا یہ امر بھی کوئی ایسا نہیں جسکی بناء پر حضرت سرور دو عالم ﷺ پر حضرت مسیح کو فضیلت دی جا سکے۔پھر حضرت مسیح کی ولادت میں قرآن کے اندر کوئی خاص منقبت نہیں' برخلاف حضور کے متعلق کہیں ارشاد ہے ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا﴾ یعنی ہم احسان رکھتے ہیں مومنین پر کہ ان میں ہم نے رسول مطلق مبعوث فرمایا۔کہیں ارشاد ہے ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ﴾ بے شک تم میں اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد ﷺ اور روشن کتاب آئی۔کہیں فرمایا ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ اے لوگو! بے شک تشریف لائے تم میں نصیحت مجسم تمہارے رب کی طرف سے اور شفا تمہاری

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صدری امراض کی اور ہدایت ورحمت مومنین کے لئے۔ وغیرہ وغیرہ ذرا کوئی بتائے تو کہ سوائے حضور ﷺ کے کسی نبی کے لئے رب العزت جل و علا تبارك وتعالی نے یہ شان ولادت ثابت کی۔ میاں اکرم! انصاف شرط ہے۔ حسد وعناد سخن پروری مذہب پرستی دوسری چیز ہے اور حقیقت شناسی دوسری چیز ہے۔

عنایت (٤): مسیح نے شیر خواری میں کلام کی لڑکپن میں ان کو کتاب ملی لہذا وہ حضور ﷺ سے افضل ہیں۔

شکریہ: اگر یہی معیار فضیلت ہے تو حضرت یحییٰ کو اس سے بڑھ کر فضیلت میں مانئے کہ یہاں دعویٰ مسیح ظاہر کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے ﴿قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا﴾ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے لئے ارشاد ہے ﴿یٰیَحْیٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا ۝ وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً وَكَانَ تَقِیًّا﴾ یعنی رب العزت فرماتا ہے۔ اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام اور ہم نے اسے (یعنی یحییٰ کو) بچپن ہی میں نبوت دی اور اپنی طرف سے مہربانی اور ستھرائی اور کمال ڈر والا تھا۔ بنابریں اکرام میاں کو چاہیے اس اصول کے ماتحت یحیائی بنیں کہ وہاں عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا گیا یہاں خاص حکم یحییٰ علیہ السلام کی طرف ہوا۔ ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ ...... الخ﴾ سورۂ یوسف میں جو تذکرہ ہے یوسف علیہ السلام کی براءت کی شہادت شیر خوار بچے نے دی تھی لہذا اسے عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل مانئے کہ یہ نبی ہو کر کلام کرتے ہیں۔ اور وہاں بغیر نبی ہوئے بول رہا ہے۔ جان عزیز! کیوں دھوکہ میں پڑ کو عوام کو دھوکہ میں ڈال رہے ہو۔ ذرا سمجھ کر میدان میں آیا کرو۔

احوال مذکورہ سے معلوم ہوا کہ مذکورہ امور معیار افضلیت نہیں بلکہ فضیلت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وافضلیت کے لئے وہ شان ہونی چاہیے جو حضور کے لئے وضاحتاً قرآن پاک میں جابجا مذکور ہے۔ ملاحظہ ہو۔

اول: حضور ﷺ کے صدقہ میں گناہگاران امت کی خطاؤں کی معافی کا صراحتاً وعدہ فرمایا گیا۔ ﴿**وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ جَاءُ وْکَ فَاسْتَغْفَرُوْا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا**﴾ یعنی جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی سفارش فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ آگے حضور ﷺ کو مومنین کے ہر معاملے کا مختار کلی بنا کر ان کے فیصلے کو بخوشی قبول کرنے پر ایمان موقوف کیا جاتا ہے ﴿**فَلاَ وَرَبِّکَ لاَیُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لاَیَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً**﴾ تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑوں میں تمہیں حاکم نہ بنائیں نیز جو کچھ تم حکم فرماؤ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور اسے مان لیں۔ کہیں حضور ﷺ کے دین کو تمام ادیان پر غالب کیا جارہا ہے اور حضور ﷺ کی وجہ میں حضور کی ہمراہی جماعت کے لئے اجر عظیم اور مغفرت کی بشارت دی جاتی ہے: ﴿**هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَکَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ۝ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ**...الی... **مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَاَجْراً عَظِیْمًا**﴾ وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی گواہ ہے۔ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت' آپس میں نرم دل (آخر آیت تک بیان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرماتے ہوئے اخیر میں فرماتا ہے) جو ان میں ایمان والے اور اچھے کام کرنے والے ہیں ان کے لئے وعدہ کیا اللہ نے بخشش اور بڑے ثواب کا۔

کہیں حضور ﷺ کے ایذا دینے والوں کو اپنے ایذا دینے والا فرمایا حالانکہ اس قادر مطلق کو کوئی ایذا نہیں دے سکتا مگر غایت قرب و محبت دکھانے کو ارشاد ہوا۔ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا﴾ بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کرنے والوں کو اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے والا فرمایا ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ﴾ وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

جنہوں نے حضور ﷺ کی غلامی اختیار کی ان کے لئے رضاء الٰہی کا ڈپلوما دنیا میں عطا ہوا۔ ﴿لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ﴾ بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

حضور ﷺ کے فعل کو اللہ جل علا تبارک وتعالیٰ اپنا فعل فرما رہا ہے ﴿وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی﴾ اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔

حضور ﷺ کے صدقہ میں مومنین کے مقاتلہ کو اللہ اپنا فعل فرما رہا ہے ﴿فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمْ﴾ تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا۔

حضور ﷺ کا ادب امتاز بردست تعلیم فرمایا گیا کہ کسی نبی کے لئے بھی یہ رتبہ نہ آیا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ نام لے کر بھی نہ پکارو بلکہ خطابات خاص سے ندا دو ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا﴾ ہمارے رسول کو نہ پکارو ایسے جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا ﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰکَ عَلَیْھِمْ حَفِیْظًا﴾ جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا۔ دوسری جگہ وضاحتًا فرمایا ﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

سرکار مدینہ ﷺ کے حضور آواز بلند کرکے بات کرنے کی ممانعت کی گئی ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب داں نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔''

اور کہاں تک کہوں کہیں شرح صدر کی بشارت ہے، کہیں اپنے فضل کے ساتھ اپنے حبیب کے فضل کو دکھا کر غنی کردینا بتایا جارہا ہے۔ یہ تو وہ مراتب ہیں کہ کسی نبی میں نہ ملیں گے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور ﷺ کو امر ونہی کا مالک بتایا ﴿مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾. جو ہمارے حبیب تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں باز رہو۔ دیکھا آپ نے یہ ہے شانِ محمد رسول اللہ ﷺ۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ حضور سید یوم النشور ﷺ کے لئے یہ فضائل نہیں۔

رہا یہ کہ خالی ﴿قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ﴾ وغیرہ وغیرہ سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ آپ کو کتاب بچپن میں عطا ہوئی، یہ غلط ہے۔ اور اس وجہ سے غلط ہے کہ بوجہ لاعلمی اکرام میاں اس کے معنی ہی نہ سمجھے۔ اگر کسی اہل علم سے پوچھ لیتے' کبھی نہ کہتے۔ جبکہ عرف بلغاء و اہل لسان ہی یہ ہے کہ مستقبل جب یقینی ہو تو اس کو ماضی کے صیغہ سے ظاہر کیا کرتے ہیں اور اس کی نظائر بہت سی ہیں۔ جیسے ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ ﴿وَاِذَا الْکَوَاکِبُ انْتَثَرَتْ﴾ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ﴾ وغیرہ وغیرہ۔ اور اگر انجیل وغیرہ میں کہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جس وقت یہ دعویٰ فرما رہے تھے اس وقت ان کے لئے کتاب نازل ہو چکی تھی تو ﴿هَاتُوْا بُرْهَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾ بلکہ حقیقتاً عیسیٰ علیہ السلام کو مہد مادر میں جب قوم نے دیکھا تو وہ متعجب ہوئی تو آپ نے شروع سے بعطاء الٰہی اس وقت کلام فرمایا اور اس میں بتایا کہ میں خدا کا بندہ ہوں' خدا کا بیٹا نہیں اور مجھے کتاب ونبوت ملے گی وغیرہ وغیرہ۔ اللہ ہدایت دے اور اگر انصاف ہو تو معاملہ صاف ہے۔

عنایت (۵) : قرآن سے ثابت ہے کہ مسیح کو جب دشمنوں نے پکڑنا چاہا تو آسمان سے فرشتہ آ کر اسے بجسم خاکی آسمان پر لے گیا اور کفار سے بچالیا اور حضرت محمد ﷺ کو مخالفوں نے گھیرا تو کوئی فرشتہ نہ آیا' نہ ان کو آسمان پر اٹھایا لہٰذا مسیح افضل ہے۔

شکریہ : بے شک قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِلَیْہِ﴾ آیا مگر انصاف تو یہ تھا کہ اصل واقعہ صاف دکھاتے تا کہ ناواقف مغالطہ میں نہ پڑتا۔ اگر ٹھنڈے کلیجہ سے سنیں تو ہم عرض کریں۔ قرآن کریم میں ہے ﴿فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْهُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ﴾ یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کفر پایا تو بولے کون میرا مددگار ہوتا ہے اللہ کے لئے۔ حواریوں نے کہا ہم مددگار ہیں اللہ کے لئے۔ یہ شان تو عیسیٰ علیہ السلام کی تھی۔ اب حضور ﷺ کے مرتبہ کا اندازہ کیجئے کہ اللہ جل وعلا نے اس پاک ہستی کو وہ دلاوری وشجاعت وقرب عطا فرمایا کہ آپ کو اپنی مدد کے لئے فرشتہ تو فرشتہ کسی صحابی کی مدد کی بھی حاجت نہ تھی چہ جائیکہ آسمان پر جانے کے لئے دعا کرتے۔ دیکھئے قرآن کریم میں ہے۔ ﴿وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ﴾۔ اے حبیب اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت کرے گا۔ چنانچہ اللہ نے دنیا میں ہی قلب قوی عطا فرما کر دشمنوں میں اس شان سے رکھا کہ مکہ سے تشریف لاتے وقت چپہ چپہ پر دشمنوں کا ڈیرہ تھا۔ کوچہ کوچہ، گلی گلی حتیٰ کہ باب عالی تک محصور تھا مگر عصمت الٰہی میں رہ کر اس شان سے مدینہ آئے کہ وہیں مکہ کے غار میں رہے اور کفار غار کا گشت کرتے رہے مگر حضور ﷺ کا بال بیکا نہ کر سکے۔ میاں اکرام! احساس بغاوت پر حواریوں سے استمداد کرنے والا زیادہ رتبہ والا ہو سکتا ہے یا جان نثاروں کی جان نثاری دیکھتے ہوئے یہ کہنے والا کہ جاؤ مجھے میرے رب نے اپنی حفاظت میں لے رکھا ہے۔ ذرا انصاف کرو اور انصاف سے کہو کہ کیسی کہی۔ واہ میاں اکرام! آپ تو آپ ہی ہیں۔ آپ اگر واقعہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی افضلیت کے قائل ہوئے تھے تو یہ قصہ نہ چھیڑا ہوتا، علاوہ ازیں اگر آپ کو فرشتہ کے نہ آنے کی ہی شکایت ہے تو اپنی معلومات کی کوتاہی کا شکوہ کیجئے۔ کیا آپ نے قرآن کریم میں نہیں پڑھا۔ ﴿وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ﴾

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور ﷺ کی مدد نہیں بلکہ حضور کے غلاموں کی امداد بصدق ذات محمد رسول اللہ ﷺ یوں کی گئی جس کا تذکرہ آیہ مذکورہ میں فرمایا یعنی بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے۔ اس کے آگے اسی جگہ ارشاد ہے ﴿**اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَةِ الٰافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُنْزَلِیْنَ**﴾ یعنی جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اتار کر۔ آگے اس فرمان محمدی ﷺ کی تصدیق میں ارشاد ہوتا ہے ﴿**بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَةِ الٰافٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُسَوِّمِیْنَ**﴾ ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر وتقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔ آگے ایک مقام پر ارشاد ہے ﴿**اِذْتَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُرْدِفِیْنَ**﴾ یعنی جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ہزار فرشتوں کی قطار سے آگے۔ یوم حنین کے واقعہ میں ارشاد ہے ﴿**ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ**﴾ پھر اللہ نے تسکین نازل فرمائی اپنے رسول اور مؤمنین پر اور وہ لشکر اتارا (فرشتونکا) جو تم نہ دیکھتے تھے اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی یہی سزا ہے۔ کہیے میاں اکرام! بس یا ابھی اور ضرورت ہے **واللہ الهادی** بخوف ضخامت رسالہ اسی پر اکتفاء کرتا ہوں ورنہ جتنے دلائل قرآنی درکار ہوں' حاضر کرسکتا ہوں اب ذرا ٹھنڈے کلیجہ انصاف کی نگاہ سے میرا رسالہ پڑھ کر فیصلہ کرنا۔ آئندہ اختیار بدست مختیار۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عنایت (٦) : مسیح کا جسم باوجود حاجت بشریہ کے آج تک محفوظ ہے حالانکہ اور کسی کا نہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ مسیح محمد ﷺ سے افضل ہے۔

شکریہ : جسم کا محفوظ رکھنا رکھنے والے کی قدرت پر دال ہے یا رہنے والے کی فضیلت پر۔ برایں عقل ودانش اور کیا کہوں۔ کہیں آپ خفا ہو کہ غصہ کے بائیلر کو تیز نہ کرلیں۔ بھائی جان! جسم تو ملائکہ بھی رکھتے ہیں اور آج تک بدستور ہیں بلکہ ان پر تو کسی دشمن کو حملہ کرنے کی جرأت ہی نہیں اور جب عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لاکر انتقال فرمائیں گے ملائکہ اس وقت بھی بدستور رہوں گے۔ لہٰذا عیسائی مرزائی نہ بنئے اس لئے کہ مرزا صاحب تو مرکر مٹی میں مل چکے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی انتقال فرمائیں گے مگر ملائکہ بدستور رہیں گے اور آپ کے نزدیک معیار افضلیت یہ ٹھہرا کہ جو آسمان پر چلا جائے یا زندہ رہے وہ سب سے افضل ہے۔ حالانکہ دنیا میں بے جان چیزوں میں بہت سی چیزیں ایسی ملیں گی جن کی زندگی عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں بڑی ہے جیسے پہاڑ، آسمان، چاند، سورج، ستارے تو ان کو بھی حضرات انبیاء علیہم السلام پر آپ افضل مانیں گے۔ اگر میرا خیال غلطی نہیں کرتا تو میں کہتا ہوں کہ ہرگز نہیں۔ پھر ایسے لایعنی وجوہات پیش کرنے سے کیا فائدہ۔ جان عزیز! ذرا سوچو سمجھو ہوش میں آکر بات کیا کرو مذہبی نشہ میں اندھا دھند نہ بھاگا کرو اور اگر یہی ہے تو ﴿ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً ﴾ فرعون کے متعلق ہے اور اس کا ظہور بھی ہوگیا کہ آج اس کی لاش مصر کی میوزیم میں بتائی جاتی ہے۔

عنایت (٧، ٨) : مسیح نے جانوروں کو پیدا کیا حالانکہ پیدا کرنا خاصہ خداوندی ہے اور بیماروں کو، اندھوں کو، کوڑھیوں کو تندرست سونکھا بنایا، مردے زندہ کئے۔

شکریہ : صاحب قرآن تو یوں فرما رہا ہے ﴿قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الْقَهَّارُ﴾ یعنی اے حبیب فرمادیجئے کہ اللہ ہی ہر شے کا خالق ہے اور وہی زبردست خالق وقہار ہے۔ ہاں خوب یاد آیا آپ غالباً اس آیت کے نہ سمجھنے سے دھوکہ میں پڑے جس میں عیسیٰ علیہ السلام کے ماذون ہونے کا ذکر ہے ﴿اَنِّیْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ یعنی میں مٹی سے جانور کی شکل بناتا ہوں پھر اس میں پھونکتا ہوں پس وہ اللہ کے حکم سے زندہ جانور بن جاتا ہے اور میں بیماروں کی اچھا کرتا ہوں اور مُردوں کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام یہ سب کام بحکم الٰہی کرتے تھے بلکہ پھونک دینا مسیح کا کام تھا مس فرمانا مسیح کا کام تھا اور اس پھونک اور مس میں اثر ڈالنا خدا کا کام۔ بنابراین نہ مسیح خالق ہوئے نہ شافی اور نہ خدا کی خدائی میں شریک۔

مجھے آپ کے اس دعوے پر ہنسی آتی ہے۔ برادرم ذرا انصاف سے کہنا اگر بادشاہ پھانسی کا حکم دے اور اس کی تعمیل کرنے والا اس حکم کو پورا کردے تو کیا اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ محکوم بادشاہ ہوگیا۔ مجسٹریٹ کو، جسٹس کو مجاز ہوتا ہے سزا اور عفو کا مگر باذن بادشاہ۔ تو کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ مجسٹریٹ اور جسٹس خود بادشاہ ہیں۔ ذرا خوش فہمی کو علیحدہ کرکے تعقل کو استعمال کرکے وجہ ترجیح بتائی تھی۔ ماشاء اللہ چشم بددور۔ علاوہ ازیں کیا انبیاء اس لئے آئے تھے کہ اندھی آنکھ والے کو تندرست کردیں، مردے کو زندہ کردیں، مٹی کے جانور پھونک سے اڑاتا ہوا دکھائیں۔ حاشا وکلا۔ انبیاء کے یہ کام نہیں بلکہ جو نبی جس قوم کے اندر آیا اسے اسی قوم کے مذاق کے مطابق معجزہ ملا۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی بعثت اس وقت ہوئی جب کہ جادوگری کے فن کا چرچا تھا۔ چنانچہ ان کے عاجز کرنے کے لئے آپ کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جادو شکن معجزہ عطا ہوا۔جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے ﴿وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی قَالَ هِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّؤُا عَلَیْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی﴾ اور تیرے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ؟ عرض کی یہ میرا عصا ہے میں اس پر تکیہ لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور یہی میرے اس میں کام ہیں۔﴿قَالَ اَلْقِهَا یٰمُوْسٰی فَاَلْقٰهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰی﴾ فرمایا اسے ڈال دے اے موسیٰ۔تو آپ نے اسے ڈال دیا تو جب ہی وہ اڑتا ہوا سانپ ہوگیا۔پھر ارشاد ہوا ﴿خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰی﴾ اسے پکڑ لے اور اس سے نہ ڈر اب ہم اسے پھر پہلی طرح کا کردیں گے۔﴿وَاضْمُمْ یَدَکَ اِلٰی جَنَاحِکَ تَخْرُجْ بَیْضَآءَ مِنْ غَیْرِ سُوْٓءٍ اٰیَةً اُخْرٰی لِنُرِیَکَ مِنْ اٰیٰتِنَا الْکُبْرٰی اِذْهَبْ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی﴾ اور اپنا ہاتھ اپنے بازو سے ملا خوب سپید نکلے گا بے کسی مرض کے، یہ ایک اور نشانی ہے۔یہ اس لئے کہ ہم تجھے اپنی بڑی بڑی نشانیاں دکھلائیں۔فرعون کے پاس جا اس نے سرکشی کی ہے۔چنانچہ اسی معجزہ کے اظہار کا واقعہ دوسری جگہ مذکور ہے۔﴿فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ﴾

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں حکمت یونان کا چرچا تھا تو حکماء میدان حکمت میں آکر کوس لمن الملک بجایا کرتے تھے اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا اور حکماء کے عاجز کرنے کے لئے وہ معجزہ دیا جس کا مقابلہ حکماء زمانہ نہ کرسکے یعنی محض مس کرنے سے مادر زاد اندھے کا سونکھا ہو جانا، وغیرہ وغیرہ، مردے کا جی اٹھنا۔زمانہ سرور دو عالم ﷺ میں فصاحت وبلاغت کے دریا امنڈ رہے تھے۔علمی مذاق کا ستارہ اوج پر تھا تو حضور کو ان کے عاجز کرنے کے لئے وہ معجزہ عطا ہوا کہ فصحاء وبلغاء عرب دبے لچے رہ گئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور میدان فصاحت میں آ کر دعویٰ کرنے کی بجائے گوشہ عجز میں جا بیٹھے اور خدا نے اپنے محبوب ﷺ کی زبان سے علی الاعلان ڈنکے کی چوٹ کہلوا دیا۔ ﴿قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا﴾ یعنی اے حبیب! علی الاعلان کہہ دیجئے کہ اگر جن اور انس اس پر جمع ہو جائیں کہ اس قرآن پاک کی مثل لائیں تو نہ لاسکیں گیا گرچہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔ اور یہ معجزہ قیامت تک کے لئے واضح دلائل طور پر قائم ہے۔ اعجاز ہائے عیسوی ان کی ذات کے ساتھ تھے معجزات محمدی علی صاحبها الصلوٰۃ والسلام اس وقت بھی تھے اور اب بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔ پھر کفار نے جب کوئی جدید معجزہ انبیاء سابقین کے معجزوں سے بڑھتا چڑھتا مانگا تو حضور نے علی الفور دکھایا۔ جیسا کہ شق قمر، جس کا تذکرہ قرآن پاک میں ہے ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ○ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ﴾ یعنی قریب ہوگئی قیامت اور شق ہو گیا چاند اور جب دیکھتے ہیں کوئی نشانی منہ پھیر تے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے پرانا۔ ﴿وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ﴾ اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے اور ہر کام قرار پا چکا ہے۔ ہاں اگر آپ یہ ثابت کر دیں کہ کفار نے حضور ﷺ سے کوئی معجزہ طلب کیا اور حضور ﷺ دکھا نہ سکے یا دکھانے میں اپنی معذوری ظاہر کی تو اگر آپ قرآن سے دکھائیں گے تو ان شاء اللہ ہم قرآن سے جواب عرض کریں گے اور اگر آپ حدیث سے دکھائیں گے تو ہم احادیث سے جواب نذر کریں گے۔

عنایت (۹) : قرآن کریم میں ذکر ہے کہ لوگ جو کچھ گھروں میں کھاتے یا رکھتے تھے حضرت مسیح ان کو بتا دیتے تھے یہ علم غیب کی صفت ہے جس میں مسیح شریک ہے۔ ثابت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوا کہ مسیح افضل ہے۔

شکریہ: جی ہاں ﴿**وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ**﴾ میں یہی ذکر ہے مگر افضلیت تو جب ثابت ہوتی جب کہ مسیح تو یہ بتا دیتے اور حضور سید یوم النشور ﷺ نہ بتاتے۔ اب ذرا آپ سنبھل کر بیٹھئے اور گوش ہوش کے ساتھ مسموع فرمایئے اور سمجھئے کہ حضور کی کیا شان علم ہے۔ مگر قبل اس کے کہ میں حضور کی وسعت علم آپ کو دکھاؤں یہاں پر عرض کرنے پر مجبور ہوں کہ اس صورت میں بھی آپ کو آدمی بننا چاہیے تھا' نہ کہ عیسائی۔ اس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو گھر میں جو لوگ کھاتے اسے بتا دیتے یا جو کچھ جمع کرتے وہ بتاتے اور آدم صفی علی نبینا و علیہ السلام کی شان میں ارشاد ہے ﴿**وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ**﴾ ملائکہ کے مقابلے میں ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ نے سکھائے تمام اشیاء کے نام۔ پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کیں اور کہا سچے ہو تو ان اشیاء کے نام بتا دو تو عرض کرنے لگے۔ پاک ہے تجھ سے۔ مگر ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا۔ آگے ارشاد ہے ﴿**قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْ اَعْلَمُ** ...... الخ﴾ فرمایا اے آدم تم بتا دو انہیں سب اشیاء کے نام۔ جب آدم نے انہیں سب کے نام بتا دیئے تو فرمایا ہم نہ کہتے تھے کہ ہم جانتے ہیں الخ۔ اور سمجھ لیجئے کہ عیسیٰ علیہ السلام اشیاء میں سے صرف کھانے اور جمع کرنے کا علم رکھتے تھے اور آدم علیہ السلام سب کچھ اشیاء کو جانتے تھے تو آدم افضل ہونے چاہئیں۔ تو اس اصول کی بناء پر جناب کو آدمی بننا ضروری ہے۔ اب لیجئے وہ دلائل جو وسعت علم مصطفےٰ ﷺ کے لئے قرآن پاک میں ہیں اگرچہ کہ سب نہیں کہ رسالہ مختصر ہے لیکن مختصر میں مختصر عرض کرتا ہوں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو خود دعویٰ کیا جس کا تذکرہ قرآن پاک میں ہے اور یہاں حضرت سرور دو عالم ﷺ کی وسعت علم کے متعلق خود خدا جل وعلا قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ یعنی بیشک اے حبیب ہم نے تجھے بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی و ڈر سنانے والا تا کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔ دوسری جگہ فرمایا ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا﴾ یعنی اے غیب کی خبریں دینے والے نبی! بے شک ہم نے تجھے بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ شاہد شہود سے ہے اور شہود حضور ہیں۔ شاہد مشاہدہ سے ہے اور مشاہدہ رویت ہے تو وہ بیشک شاہد ہیں اور جو شاہد ہے وہ بلا شک وشبہ حاضر ہے اور جو حاضر ہے وہ یقیناً ناظر ہے۔ دوسری جگہ فرمایا ﴿وَكَذٰلِكَ نُرِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ﴾ ایسے ہی ہم ابراہیم علیہ السلام کو دکھاتے ہیں اپنی ساری بادشاہی آسمان و زمین کی تو جس چیز کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی سلطنت سے خارج مانا جائے وہی ابراہیم علیہ السلام سے غائب ہے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غائب نہیں اور نہ سلطنت ہی سے خارج' تو آسمان و زمین کی تمام مملکت ابراہیم علیہ السلام کی زیر نظر ہوئی اور نُرِیْ فرمانے اور اَرَیْنَاہُ فرمانے میں خاص حکمت روشن طریق پر واضح ہے اس لئے کہ اَرَیْنَا میں انقطاع کا وہم ہے اور نُرِیْ بقا اور تجدید پر دال۔ تو ثابت ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام دیکھتے تھے اور تمام سلطنت الٰہیہ دیکھتے رہیں گے۔ اب کذالک اسم اشارہ کا مشار الیہ سوائے حضور سید یوم النشور ﷺ کون

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوسکتا ہے۔

ترجمہ ﴿وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ﴾ کا یہی ہوا کہ ہم ایسے ہی دکھاتے ہیں ابراہیم کو۔ ایسے ہی کیا معنی؟ وہ دوسرا کون ہے جس کے دکھانے کی تشبیہ دی گئی وہ مشبہ بہ یقیناً حضور سرور عالم سید اکرم ﷺ ہی ہیں اس لئے کہ ﴿فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ میں حضور ﷺ ہی تمام انبیاء کی تبلیغ حقہ کی شہادت میں روز قیامت بلائے جائیں گے۔ چنانچہ لفظی ترجمہ سے ظاہر ہے یعنی کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ و نگہبان کرکے لائیں۔ ﷺ تو حضور کو سب پر گواہ اس وقت تک لانا بے کار قرار پائے گا جب تک کہ حضور کو شاہد نہ مانا جائے اور شاہد اس کو تسلیم کیا جاسکتا ہے جو مشاہدہ کرنے والا ہو بنابریں ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام فقط گھر میں جو کچھ کھایا جاتا تھا اسے بتادیتے تھے اور جو وہ خزانہ جمع کرتے وہ بتادیتے تھے۔ سرکار مدینہ سید الانبیاء ﷺ اپنی تشریف آوری سے پہلوں کا مشاہدہ بھی فرمارہے تھے اور تشریف لاکر سب کا مشاہدہ کیا' تشریف لے جاکر قیامت تک مشاہدہ کرتے رہیں گے۔ فرمایئے میاں اکرام! کس کی وسعت علم زیادہ ہوئی اور سنئے حضور سید اکرم ﷺ کو وہ روشن کتاب ملی کہ جس میں ہر شے کا روشن بیان ہے اور یہ امر تو ناقابل انکار ہے جس پر کتاب آئی ہو وہ اس کے علم سے بے خبر ہو مگر نہیں قرآن ہی فرماتا ہے ﴿اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ﴾ اس کا پڑھانا جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ تو جس سے کتاب ملی اسی سے پڑھی اس کتاب کی شان یہ ہے کہ ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾۔ یعنی اے حبیب ہم نے تم پر وہ کتاب نازل فرمائی جس میں ہر شے کا روشن بیان ہے۔ اس سے زیادہ اور فرمایا ﴿وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ﴾ نہ کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں ہے، نہ خشک وتر مگر روشن کتاب میں ہے یعنی قرآن کریم میں۔ پھر سورہ فتح میں ﴿وَیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْکَ﴾ فرما کر مہر لگا دی کہ ہم نے اپنی تمام نعمتیں تم پر ختم کر دی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ علم اور ہر قسم کا علم، نعمتوں میں سے ایک زبردست نعمت ہے لہٰذا جہاں انبیاء کو بقدر حاجت تھوڑا تھوڑا دیا عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اتنا دیا کہ گھر کا خزانہ اور کھانے بتا دیں۔ سرکار مدینہ ﷺ پر تمام خزانے ختم فرما دیئے۔ دوسری جگہ یہی فرمایا ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ پھر کہاں تک دلائل پیش کروں۔

کہیں ارشاد ہے ﴿وَمَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ﴾ ہمارے حبیب غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ کہیں ارشاد ہوتا ہے ﴿وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا﴾ اے حبیب ہم نے سکھا دیا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا زبردست فضل ہے اور لیجئے صاف اللہ جل وعلا کا ارشاد ہے ﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰاةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْهِمْ﴾ یعنی وہ جو غلامی کریں گے اس رسول امی کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دیگا اور برائی سے منع کریگا اور ستھری چیزیں ان پر حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں انہیں حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔ دیکھا آپ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے یہ شان اس نبی امی ﷺ کو ہی ملے گی۔عیسائیوں کے پھندے بھی اس پاک ہستی نے کھولے ورنہ عیسیٰ علیہ السلام پر بھی نہ معلوم کیا کیا الزامات کے پھندے لگا دیئے گئے تھے۔بقدر ضرورت اس عجالہ میں اس مختصر پر کفایت کرتا ہوں۔اب اگر تحقیق حق فی الواقع منظور ہے تو اصالتاً تشریف لائیں اور نہایت آزادانہ طریق سے جو شبہات ہوں فرمائیں اور سمجھ کر جائیں اور اشتہار بازی سے باز آئیں کہ حقیقتاً یہ طریقہ سمجھنے کا مفید نہیں۔اس لئے کہ جواب دینے والا ہر ایک انسان ایک مزاج نہیں رکھتا کوئی غصہ میں لکھے گا' کوئی الزامی جوابات دے کر ٹال دیگا' کوئی تحقیق حق سے دور ہو کر بے نقط سنانے پر اتر آئے گا۔جب آپ سامنے ہونگے ٹھنڈے دل سے باتیں ہونگی اور یقین ہے کہ ان شاء اللہ آپ کی تشفی کے قابل جواب حاضر کئے جائیں گے۔آئندہ آپ کی مرضی۔

عنایت (۱۰) : قرآن مجید میں تمام انبیاء کے گناہوں کا ذکر ہے خصوصاً حضرت محمد ﷺ کی بابت یہی حکم ہے ﴿**وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ**﴾ اور ﴿**وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدىٰ**﴾ مگر مسیح کی بابت گناہ کا کوئی ذکر نہیں۔ثابت ہوا کہ مسیح افضل ہیں۔

شکریہ : یہاں تو آپ بہت ہی دھوکہ میں پڑ گئے ہیں اور بوجہ کم علمی آپ محاورہ عربی تک کا عبور نہ کر سکے۔یا بالفاظ دیگر آپ کی خوش اعتقادی کا بہاؤ آپ کو ادھر بہا لے گیا۔جناب من! قرآن کریم نے تو کسی نبی کو بھی گناہ گار نہیں کہا اور نہ نبی گنہگار ہو سکتا ہے۔اسلام کا تو عقیدہ ہی یہ ہے کہ ہر نبی خواہ عیسیٰ ہوں یا موسیٰ' آدم ہوں یا یحییٰ' معصوم عن العصیان ہیں۔اب رہے وہ تذکرے جن سے آپ دھوکہ میں پڑے ان میں کہیں گناہ کا ذکر نہیں۔﴿**وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا**﴾ نے وعصیٰ آدم کے معنی ہی نسیان کے کر دیئے۔اسی طرح جتنے انبیاء کے متعلق تذکرے ہیں ان کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صفائی خود قرآن پاک نے فرمائی ہے چونکہ یہاں اس کا تفصیلی تذکرہ مبحث کی ضرورت سے زائد ہے اس لئے اسے کسی دوسرے موقعہ پر عرض کروں گا اب تو مابہ النزاع ﴿واستغفر لذنبک﴾ اور ﴿ووجدک ضالا﴾ والی آیتیں ہیں لہٰذا ان کا جواب عرض ہے۔ میاں اکرام! اعتراض سے متاثر ہوتے وقت آپ کو اصطلاحات پر بھی عبور کر لینا تھا مگر افسوس کہ آپ نے یکطرفہ فیصلہ سن کر اثر قبول کر لیا۔ قرآن کریم میں بہت سے مواقع ہیں جہاں مخاطب حضور سید یوم النشور ﷺ ہیں اور مقصود دوسرے عوام کو حکم پہچانا ہے۔

چنانچہ مثال کے لئے چند عرض کرتا ہوں ﴿یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ بِعِدَّتِھِنَّ وَاَحْصُوْا الْعِدَّةَ﴾ یعنی اے محبوب! جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو ﴿وَاتَّقُوْا اللہَ رَبَّکُمْ لَاتُخْرِجُوْھُنَّ مِنْ بُیُوْتِھِنَّ﴾ اور اپنے رب سے ڈرو اپنی عورتیں اپنے گھروں سے نہ نکالو دوسری جگہ ارشاد ہے ﴿یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللہَ وَلَاتُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ﴾ یعنی اے محبوب اللہ کا خوف رکھو اور کافروں اور منافقوں کی نہ سنو۔ علاوہ اس کے اور بہت سی مثالیں ہیں جو بخوف طوالت نہیں لکھی گئیں۔ اسی طرح ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾ کے بھی یہی معنی ہیں کہ اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو (اس لئے کہ آپ کی سفارش ہمارے ہاں خصوصیت سے مقبول ہے) جیسا کہ ہم اول ذکر کر آئے ہیں۔ ﴿فَاسْتَغْفَرُوا اللہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ﴾ قطع نظر اس کے کہ ہمارے یہاں مفسرین بھی قریب قریب یہی بتا رہے ہیں چنانچہ صاحب معالم فرماتے ہیں: امر بالاستغفار مع انه مغفور له لیستن به امته. یعنی حکم استغفار بظاہر حضور کو ہوا با آنکہ حضور مغفور و معصوم ہیں یہ اس لئے کہ امت کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعلیم مل جائے اور سنت محبوب بن جائے۔صاحب تفسیر کبیر علامہ فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: **ان المراد توفیق العمل الحسن واجتناب العمل السیء ووجهه ان الاستغفار طلب الغفران والغفران هو الستر علی القبیح ومن عصم فقد ستر علیه قبائح الهوی** یعنی اس سے مراد توفیق عمل حسن اور اجتناب عمل مذموم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ استغفار طلب غفران ہے اور غفران قبائح سے مستور ہونے کو کہتے ہیں اور جو معصوم ہوا وہ یقیناً مستور عن القبائح ہو گیا۔

اور اگر آپ گرائمر جانتے ہیں تو ان جھگڑوں میں ہی نہ پڑتے اس لئے کہ اس کے قاعدہ سے اس آیت کا مفہوم بالکل ہی ہمارے مذکورہ ترجمہ کے موافق ہوتا ہے اور حسب موقع آپ کی ضیافت علمی کے خیال سے ہم آپ کو بتائے دیتے ہیں۔

﴿**وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ**﴾ اس کی ترکیب نحوی یہ ہوتی ہے: **(و)** عاطفہ، **(استغفر)** امر حاضر معروف فعل بافاعل، **(لذنبک)** میں **(ل)** جار، **(ذَنْب)** مضاف، (خواص) مضاف الیہ مضاف **(محذوف)** ک مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے مل کر مضاف الیہ **(ذنب)** مضاف کا ہوا، پھر مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور **(ل)** جار کا ہوا جار مجرور مل کر معطوف علیہ ہوا۔ اب **(للمومنین)** کو لیجئے۔ واؤ حرف عطف، **(ل)** جار، **(مؤمنین)** معطوف علیہ۔ **(والمؤمنٰت)** واؤ عطف، **(مؤمنٰت)** معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور ہوا جار کا جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل امر **(استغفر)** کا۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اس ترکیب نحوی کے اعتبار سے وہی معنی صحیح بنتے ہیں جو ہم لکھ آئے ہیں اور ان معنی کے اعتبار سے آپ کے ''حقائق قرآن'' کا اعتراض ہی محض لایعنی ہو جاتا ہے اور مزید اطمینان کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لئے آپ کی بائیبل۔اے توبہ۔عیسائیوں کی بائیبل سے بھی نظیر پیش کئے دیتے ہیں تا کہ آپ اچھی طرح سمجھ سکیں کہ نبی کو مخاطب کر کے قوم مراد لینا پرانا طریقہ ہے۔چنانچہ بائیبل میں ہے اے اسرائیل سن۔استثنا ۳ر۶،اس سے مراد قوم ہے نہ کہ خود اسرائیل مختصراً جواب عرض کر دیا ہے اور تفصیل کی حاجت ہو تو میں پھر عرض کروں گا کہ تشریف لے آئیں اور سمجھ جائیں اشتہار بازی محض بازی ہے اس سے اجتناب کریں۔اب رہا ﴿وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى﴾ اس کے متعلق پہلے آپ لفظ ضال کا استعمال سمجھ لیجئے تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ آپ نے ضال کے جو معنی سمجھے ہیں وہ غلط ہیں یہ ضَلَّ سے ہے اور ضلال کے معنی **عدول عن الطريق المستقيم** کے ہیں اور جس جگہ یہ معنی لئے گئے ہیں وہ مندرجہ ذیل مثال سے آپ سمجھ سکیں گے ﴿مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا﴾ یعنی جو راہ پر آیا وہ اپنے ہی بھلے کے لئے راہ پر آیا اور جو بہکا وہ اپنے ہی برے کو بہکا۔اور ضلال **عدول عن المنهج** کے معنی میں بھی آتا ہے عام اس سے کہ عمداً ہو یا سہواً کم ہو یا زیادہ۔چنانچہ محاورہ میں کہتے ہیں **كونوا مصيبين من وجه و كونوا ضالين من وجوه كثيرة.**

اور کبھی لفظ ضلال محض خطا کے معنی میں آتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ نسبت ضلال انبیاء کی طرف بھی کی گئی اور کفار کی طرف بھی کی۔اور بمعنی استغراق فی المحبت بھی۔اور اس میں بون بعید ہے چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ ان کے بیٹوں نے کہا۔﴿اِنَّكَ لَفِىْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ﴾ ﴿اِنَّ اَبَانَا لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ یعنی آپ اپنی پرانی محبت میں ہیں اور بے شک ہمارے باپ شفقت یوسف میں کھلم کھلا ہیں۔محض سہو کے معنی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔﴿قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ﴾ میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے وہ کام کیا ایسے حال میں کہ مجھے اس کے راہ کی خبر نہ تھی۔ اور ﴿اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰھُمَآ فَتُذَکِّرَ اِحْدٰھُمَا الْاُخْرٰی﴾ یعنی کہیں ان میں ایک عورت بھولے تو اس کو دوسری یاد دلادے۔ اور ﴿وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی﴾ میں بھی یہی معنی بنتے ہیں کہ اے حبیب! ہم نے تمہیں اپنی محبت میں از خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔ اس لئے کہ ضلال بمعنی شفقت بھی آتا ہے اور بمعنی عدول عن المنہج بھی اور عدول عن طریق المستقیم بھی۔ پھر حسب موقعہ سیاق کلام سے اس کے معنی ارباب زبان سمجھتے ہیں۔ آپ نے بے سوچے سمجھے یوں ہی معنی گھڑ لئے۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل آیات میں بھی علیحدہ علیحدہ معنی مراد ہیں جو آپ کی ضیافت علمی کے خیال سے نذر ہیں۔ ﴿یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ﴾ اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے اور اس سے وہی گمراہ ہوتے ہیں جو بے حکم ہیں۔ ﴿فَھَمَّتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْھُمْ اَنْ یُّضِلُّوْکَ وَمَا یُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ﴾ تو ان میں سے کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں دھوکہ دیں اور وہ اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں۔ ﴿وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا﴾ اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔ ﴿وَمَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ﴾ اور کافروں کی دعا بھٹکتی پھرتی ہے ﴿وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ﴾ اور بولے جب ہم مٹی میں مل جائیں گے۔ ﴿اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ وَّ اَرْسَلَ عَلَیْھِمْ طَیْرًا اَبَابِیْلَ﴾ یعنی کیا نہ کر دیا ان کا مکر ہم نے باطل۔ تو اب سمجھ لیجئے کہ ضلال ضال، ضل کے معنی حسب موقعہ باطل ہونے، مٹی میں ملنے، شفقت پدری کرنے، محبت وطلب میں از خود رفتہ ہونے، سہو کرنے، گمراہ ہونے، غفلت میں پڑنے، اپنے منصب سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بے خبر ہونے وغیرہ وغیرہ کے آتے ہیں۔تو آپ نے گمراہ کے معنی کی تخصیص کس دلیل سے کر لی؟ ذرا انصاف بھی تو کیا کیجئے۔محض مذہبی طرفداری میں اندھا دھند لکھ مارنا، انصاف کے خلاف ہے۔ **واللہ الھادی.**

عنایت (۱۱): حضرت سرورعالم ﷺ عرصہ ہوا فوت ہو گئے اور مسیح ابھی تک زندہ ہے اور قرآن کہتا ہے زندہ مردہ برابر نہیں۔

شکریہ: اس کا جواب ہم اول (۶) میں دے آئے ہیں بلکہ عنایت (۱۱) حقیقتاً محض عنایت ہے کہ تعداد بڑھ جائے ورنہ بعینہٖ وہی (۲) کی عنایت ہے مگر میاں اکرام نے اس کا نمبر علیحدہ گنا ہے۔جان عزیز! آپ ﴿وَمَا يَسْتَوِی الْاَحْيَاءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ﴾ سے یہ تو اعتراض جڑ بیٹھے۔مگر یہ بھی سوچا کس چیز میں برابر نہیں باعتبار دنیا برابر نہیں یا روحانیات میں یا فضیلت وافضلیت میں۔اور اگر بزعم سامی ایسا ہی ہے تو سنبھل کر بتایئے کہ بموجب عقائد عیسویت حضرت مسیح جب مر کر تین روز قبر میں پڑے رہے تھے (معاذ اللہ) اس وقت ان کے شاگرد جو زندہ تھے وہ حضرت مسیح سے افضل تھے یا نہیں؟ اگر میرا خیال غلطی نہیں کرتا تو یقیناً عیسائی یہی کہیں گے کہ شاگرد افضل نہیں تھے۔تو کہئے پھر یہ اعتراض کس جگہ رکھا جائے۔ذرا ہوش سے بات کیا کیجئے۔

(نوٹ) یہ نمبر ہم ۱۹۱۴ء کے مطبوعہ اشتہار سے لے رہے ہیں اور میاں کی کھلی چٹھی میں یہ نمبر ۱۳ ہے۔

عنایت (۱۲): ازروئے مسلمات اسلام قریب قیامت مسیح بنی آدم کی رہبری کے لئے آئیں گے۔جب اول آخر مسیح ہادی ٹھہرا تو ثابت ہوا مسیح افضل ہے۔

شکریہ: آپ کا اعتراض تو ہم نے سن لیا مگر یہاں آپ پر اعتراض آتا ہے وہ یہ کہ آپ تو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن کے سوا احادیث کو مانتے نہ تھے پھر یہاں احادیث کو مسلمات اسلام قرار دے کر کیوں سامنے آئے اور جب آئے تھے تو انہیں مسلمات کو بغور پڑھ لیا ہوتا آپ کو انہیں میں یہ بھی مل جاتا کہ مسیح کس حیثیت سے آئیں گے اور کن احکام محمد رسول اللہ ﷺ کی تعمیل کریں گے اور وہ مستقل رسول بن کر آئیں گے یا بہ حیثیت محکوم۔

جناب من اصل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ہی اس لئے رکھا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے ان احکام کی زمانہ اخیر میں آ کر تعمیل کریں جو چودہ سو برس قبل حضور صادر فرما گئے ہیں حتیٰ کہ امامت بھی وہ نہ کریں بلکہ سرور عالم ﷺ کے امتی امام مہدی علیہ الرحمۃ والرضوان کی اقتداء میں نماز پڑھیں باآنکہ حضرت مہدی ان کے مرتبہ رسالت سابقہ کا وقار کرتے ہوئے انہیں امامت کے لئے کہیں مگر حضرت مسیح فرمادیں۔نہیں حضور سید یوم النشور ﷺ کا ارشاد ہے۔اِمَا مُکُمْ مِنْکُمْ تَکْرِمَۃَ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا یہ اکرام واعزاز ہے اس امت کے لئے۔اب وہ حدیث بھی سن لیجئے جسے آپ مسلمات اسلام کے نام سے فرمارہے ہیں۔ وھو ھذا۔

مسلم شریف۔مطبوعہ مصر، جزء ثانی، کتاب الفتن میں حضرت نواس ابن سمعان کلابی سے مروی ہے: ذکر رسول اللہ ﷺ الدجال ذات غداۃ فخفض فیہ ورفع حتیٰ ظنناہ فی طائفۃ النخل فلما رحنا الیہ عرف ذالک فینا فقال ماشانکم قلنا یا رسول اللہ ذکرت الدجال غداۃ فخفضت فیہ ورفعت حتی ظننا ہ فی طائفۃ النخل فقال غیر الدجال أخوفنی علیکم ان یخرج وأنا فیکم فاناحجیجہ دونکم وان یخرج ولست فیکم فامرؤحجیج نفسہ حجیج نفسہ واللہ خلیفتی علیٰ کل مسلم انہ شاب قطط عینہ طائفۃ کأنی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اشبهه بعبد العزى بن قطن فمن أدركه منكم فليقرأ عليه فواتح سورة الكهف انه خارج خلة بين الشام والعراق فعاث يمينا وعاث شمالا يا عباد الله فاثبتوا قلنا يارسول الله وما لبثه في الارض قال اربعون يوما. يوم كسنة ويوم كشهر ويوم كجمعة وسائر ايامه كأيامكم قلنا يارسول الله فذالك اليوم الذى كسنة أتكفينا فيه صلوة يوم قال لا اقدروا له قدره فقلنا يا رسول الله وما اسراعه في الارض قال كالغيث استدبرته الريح فياتى علىٰ القوم فيدعوهم فيؤمنون به ويستجيبون له فيأمر السماء فتمطر والارض فتنبت فتروح عليهم سارحتهم اطول ما كانت ذرا واسبغه ضروعا وأمده خواصر ثم يأتي القوم فيدعوهم فيردون عليه قوله فينصرف عنهم فيصبحون ممحلين ليس بايديهم شيء من اموالهم ويمر بالخربة فيقول لها أخرجي كنوزک فتتبعه كنوزها كيعاسيب النحل ثم يدعو رجلا ممتلئا شبابا فيضربه بالسيف فيقطعه جزلتين رمية الغرض ثم يدعوه فيقبل و يتهلل وجهه ويضحک فبينما هو كذالک اذ بعث الله المسيح ابن مريم فينزل عند المنارة البيضاء الشرقي دمشق بين مهرودتين واضعا كفية علىٰ اجنحة ملكين اذا طأطأ راسه قطر واذا رفعه تحدر منه جمان كاللؤلؤ فلا يحل لكافر يجد ريح نفسه الا مات ونفسه ينتهي حيث ينتهي طرفه فيطلبه حتیٰ يدركه بباب لد فيقتله. یعنی ایک روز صبح کے وقت حضور ﷺ نے دجال کا ذکر اس جوش سے بیان فرمایا کہ ہم نے سمجھ لیا کہ دجال مدینے کی کھجوروں میں آپہنچا ہے۔ جب شام کو خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور نے ہمارے چہرے پر آثار پائے۔ فرمایا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا، حضور نے دجال کا ذکر ایسی اونچ نیچ سے بیان فرمایا کہ ہم کو یہ یقین ہوگیا کہ وہ مدینہ کی کھجوروں میں ہی آ پہنچا۔ فرمایا علاوہ دجال کے اور بہت سے فتنوں کا مجھے تمہارے لئے خوف ہے۔ تو وہ اگر میرے سامنے آ گیا تو میں تمہارا ناصر و مددگار ہوں۔ اور اگر میرے بعد آیا تو ہر شخص اپنے نفس کی حفاظت کرنے والا ہے اور میری طرف سے ہر مسلمان کا اللہ محافظ ہے۔ وہ یعنی دجال جوان اور گٹھے ہوئے بدن کا ہے، ایک آنکھ اس کی باہر اٹھی ہوگی مثل نینت کے۔ میں اس کی تشبیہ عبد العزیٰ بن قطن یہودی سے دے سکتا ہوں جو شخص تم میں سے اس کو پائے اس سے محفوظ رہنے کے لئے سورۂ کہف کی ابتدائی آیات اس پر پڑھے۔ وہ شام و عراق کے درمیانی راستہ سے نکلے گا اور گردونواح میں فساد پھیلانے کا ارادہ کرے گا۔ اے خدا کے بندو! اس وقت ثابت قدم رہنا۔ ہم نے عرض کی حضور ﷺ وہ زمین پر کتنے دن ٹھہرے گا؟ فرمایا چالیس دن۔ پہلا دن ایک برس کے برابر ہوگا۔ دوسرا دن ایک مہینے کا، تیسرا دن ہفتہ بھر کا باقی ایام مثل معمولی دنوں کے ہوں گے۔

ہم نے عرض کی حضور! وہ دن جو ایک برس کا ہوگا یا مہینہ اور ہفتہ کا، اس میں ہم کو پانچوں وقت کی نمازیں ہی کافی ہوں گی؟ فرمایا انہیں اندازہ کر کے برس دن کی نمازیں پڑھنا۔ (اور ایسی ہی مہینہ اور ہفتہ میں) ہم نے عرض کی حضور وہ چالیس دن میں تمام زمین پر کیسے پھر جائیگا؟ فرمایا جیسے ابر ہوا کے ساتھ دنیا میں پھر جاتا ہے۔ پھر وہ ایک قوم پر آ کر اپنی خدائی کی دعوت دے گا وہ قوم اس پر ایمان لے آئے گی۔ پھر وہ آسمان کو جب حکم بارش دیگا تو اتنا مینہ برسے گا کہ زمین سرسبز ہو جائے گی اور اس قوم کے مویشی خوب موٹے تازے ہو کر دودھ سے تھن بھرے واپس آئیں گے۔ پھر وہ ایک دوسری قوم پر آ کر اپنی خدائی کی دعوت دے گا۔ وہ اس کی دعوت کو رد کرینگے ان کے پاس جو کچھ رہا سہا ہوگا سب نیست

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ونابود ہو جائیگا۔ پھر دجال جنگل میں جا کر زمین کے خزانوں کو باہر نکلنے کا حکم دے گا تو بہت سے خزانے اس کے پیچھے اس طرح ہو جائیں گے جیسے یعسوب شہد کی مکھیوں کی بادشاہ کے پیچھے مکھیاں لگی رہتی ہیں۔ پھر وہ ایک جوان کو بلا کر تلوار سے قتل کرے گا اور دونوں ٹکڑے ایک تیر کے نشانہ کے انداز پر علیحدہ علیحدہ پھینک کر بلائے گا وہ زندہ ہو کر چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ واپس آئیگا اس وقت میں اچانک اللہ عیسیٰ بن مریم کو دنیا میں بھیجے گا اور وہ سفید مینارہ مشرقی دمشق پر دو عصا بغل میں لگائے دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہتھیلی رکھے اس طرح اتریں گے کہ جب آپ سر نیچا کریں' بالوں سے پانی ٹپکے اور جب سر اونچا کریں موتیوں کی طرح قطرے گریں۔ اس وقت جس کافر کو ان کے سانس کی ہوا پہنچے گی ہلاک ہو گا۔ اور آپ کا سانس منتہائے نظر تک پہنچے گا۔ جب دجال کو آپ کی خبر پہنچے گی وہ بھاگے گا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو باب اللد پر (جو مکہ معظمہ کے قریب ہے) قتل کریں گے۔ الی اخرہ.

اس حدیث میں طول زمان کے تذکرے پر مرزائی صاحبان تاویل کرتے ہیں کہ دن سال بھر کے برابر ہونے کے یہ معنی ہیں کہ سال بھر کا کام ایک دن میں ہونے لگے' مگر اس حدیث میں واضح طور پر نمازوں کو معمولی دنوں کے حساب سے پڑھنے کی ہدایت نے یہ تاویل رد کر دی ہے۔ دوسرے عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا نقشہ اس شان سے کھینچا ہے کہ کسی قسم کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اور چند احادیث بتا تا چلوں جس سے آپ یہ سمجھ سکیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول محض ان خدمات کیلئے ہو گا جس کا حکم حضور سید کونین ﷺ فرما گئے ہیں پھر اگر حاکم اعلیٰ کسی خدمت کو اپنے ماتحت کے سپرد کر جائے تو عقلاء میں اس ماتحت کو حاکم اعلیٰ سے افضل نہیں مانا کرتے لہٰذا آپ ہی تعقل سے کام لیکر اپنی ضمیر سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فیصلہ کریں کہ آپ نے کیا اعتراض پیش کیا ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب نزول عیسیٰ علیہ السلام میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم قریب ہے کہ تم میں ابن مریم نازل ہوں گے بہ حیثیت حاکم عادل اور وہ صلیب توڑیں گے اور سور کے قتل کا حکم فرمائیں گے اور جزیہ موقوف کر کے اسلام کی دعوت دیں گے اور مال بکثرت ہوگا حتیٰ کہ خیرات لینے والا نہ ملے گا اور (رغبت الی اللہ سے) ایک سجدہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر قرآن سے سند چاہو تو پڑھو! ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ (متفق علیه) یعنی کوئی اہل کتاب نہیں مگر عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ایمان قبول کر لیں گے۔ اصل حدیث یہ ہے: قال رسول الله عليه وسلم والذى نفسى بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويفيض المال حتىٰ لايقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا ومافيها ثم يقول ابوهريرة فاقروا ان شئتم ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ (الأية) اور دوسری روایت بخاری مسلم میں ہے۔ كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم وامامكم منكم یعنی کیا حال ہوگا تمہارا جب نازل ہوں گے ابن مریم تم میں اور تمہارا امام تم میں سے ہو اور جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہمیشہ میری امت سے ایک جماعت ہوگی حق پر مقاتلہ کرتی اور غالب رہتی قیامت تک۔ فرمایا پھر نازل ہوں تم میں عیسیٰ بن مریم پھر اس جماعت حقہ کا امیر کہے آیئے نماز پڑھایئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں نہیں تمہارا بعض تمہارے کا امیر ہے یہ اعزاز دیا ہے اللہ جل وعلا نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس امت کو۔اصلی حدیث یہ ہے **لاتزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیٰمة قال فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرهم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعضٍ امراء تکرمة الله هذه الامة** (رواہ **مسلم**) اب تو میرا خیال ہے میاں اکرام کو اطمینان ہو گیا ہوگا اور سمجھ گئے ہونگے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس شان سے آئیں گے اور مسلمات اسلام سے حاشیہ نووی یہی ہے۔چنانچہ اس میں علامہ امام نووی فرماتے ہیں۔"امام قاضی رحمة الله علیہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور آپ کا دجال کو قتل کرنا اہل سنت و جماعت کے نزدیک حق وصحیح ہے اس لئے کہ اس بارے میں بکثرت احادیث صحیحہ وارد ہیں اور جب اس کے ابطال پر کوئی دلیل عقلی ونقلی موجود نہیں تو اثبات اس کا واجب ہوا۔بعض معتزلہ اور جہمیہ فرقوں اور ان کے ہم خیال لوگوں نے نزول مسیح کا انکار کیا ہے اور یہ گمان کیا ہے کہ یہ احادیث قابل رد ہیں بموجب آیت کریمہ **و خاتم النبیین** اور حدیث **لانبی بعدی** اور باجماع مسلمین کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ کہ شریعت نبوی ﷺ قیامت تک ہمیشہ رہنے والی ہے کبھی منسوخ نہ ہوگی مگر یہ استدلال فاسد ہے اس لئے کہ نزول عیسیٰ سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ نبی ہو کر ایسی شریعت کے ساتھ اتریں گے جو ہماری شریعت کی ناسخ ہو اور نہ ان احادیث میں نہ ان کی غیر میں ایسا مضمون ہے بلکہ یہ احادیث اور وہ جو کتاب الایمان وغیرہ میں گزری ہیں کہ وہ حکم وعادل ہو کر اتریں گے اور ہماری شریعت کے مطابق حکم کریں گے اور جو کچھ لوگوں نے امور شریعت سے چھوڑ دیا ہوگا اس کو زندہ فرمائیں گے۔اصل عبارت بخوف طوالت نقل نہیں کی گئی۔**من شاء فلینظر فیه**.

عنایت (۱۳) : حضرت مسیح قیامت سے پہلے آکر دجال کو ماریں گے تمام اہل کتاب ان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر ایمان لائیں گے معلوم ہوا کہ مسیح خاتم النبیین اور افضل ہیں۔

شکریہ: اگر چہ اس کا جواب بھی شکریہ (۱۲) میں آچکا ہے مگر چونکہ ہم میاں اکرام کی خاطر سے اور ان کے نمبر کے لحاظ سے نمبروار جواب دے رہے ہیں لہٰذا یہاں بھی جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

جی ہاں! ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ سے یہی ثابت ہے مگر ذرا انصاف کو ملحوظ رکھ کر اعتراض کیا ہوتا۔ حضرت مسیح کی تشریف آوری پر اگر ایمان لائیں گے تو وہی عیسائی ایمان لائیں گے جنہیں اہل کتاب کہا جاتا ہے یا مسلمان بھی۔ اگر کہیے کہ مسلمان بھی تو ذرا بتائیں کہ مسلمان جب پہلے سے مومن ہیں تو از سرنو ایمان لانا تحصیل حاصل؟ اگر کہیے کہ عیسائی تو ہمارا مقصد صحیح کہ اپنی ناتمام تبلیغ کو مکمل کرنے عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے یا بموجب پیشنگوئی سید الانبیاء محمد مصطفےٰ ﷺ آئیں گے اور جو جو قوانین حضور نے چودہ سو برس قبل مرتب فرما دیئے ہیں ان کے مطابق عملدرآمد کریں گے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ **یوشک ان ینزل فیکم ابن مریم حکما وعدلا یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة یفیض المال حتیٰ لایقبله احد ویهلک فی زمانه الملل کلها الا الاسلام ویقتل الدجال فیمکث فی الارض اربعین سنة ثم یتوفی فیصلی علیه المسلمون.** قریب ہے یہ کہ ابن مریم تم میں نازل ہوں حکم و عادل صلیب توڑ دیں، خنزیر کو قتل کریں، جزیہ موقوف کریں اور مال کی اتنی کثرت ہو کہ کوئی قبول نہ کرے اور اس زمانہ میں تمام مذاہب ہلاک ہو جائیں مگر اسلام۔ اور دجال کو قتل فرما کر زمین پر چالیس برس قیام فرمائیں پھر انتقال کریں اور مسلمانوں کی جماعت ان کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نماز جنازہ پڑھے۔

تواب فرمایئے۔ابن مریم بحکم محمد رسول اللہ ﷺ بموجب چودہ سو برس پیشتر کی پیشینگوئی کے تشریف لائیں اور تشریف لاکر کام یہ کریں کہ صلیب توڑیں جو نصاری میں ہے نہ کہ مسلمانوں میں۔خنزیر قتل فرمائیں جو نصاری میں مرغوب چیز ہے نہ کہ مسلمانوں میں اور جزیہ بموجب قانون محمدی اٹھا رکھیں اور تمام باطل مذہب والوں کو ہلاک کردیں اور دین محمدی کا اتباع فرمائیں اور چالیس برس دنیا میں رہ کر وفات فرمائیں اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں نہ کہ عیسائی۔ اس لئے کہ عیسائی تو اس وقت مسلمان ہی ہوں گے۔اور دجال کا قتل۔تو بتایئے اس میں حضور کی افضلیت ثابت ہوئی جو ان تمام واقعات کو مسلمات اہل اسلام میں قائم فرماگئے یا عیسی علیہ السلام کی۔اللہ انصاف دے تو آپ صاف کہیں گے کہ اب معاملہ صاف ہے۔رہی ضد و کد،ہٹ دھرمی، اس کا علاج نہ کسی طرح ممکن کبھی ہوا۔واللہ الهادی.

عنایت (۱٤) : یہ عنایت ہم ان کے اصلی پمفلٹ "حقائق قرآن" سے نقل کر رہے ہیں۔میاں اکرام کو یہ یاد نہیں رہی لیکن اس خیال سے کہ شاید اس جواب کے بعد پھر عنایت فرمائیں۔لہٰذا ان کی اصل سے اس کا شکریہ پیش کردینا حسب موقعہ مناسب متصور ہوا۔

وهو العناية هذا.

بحکم قرآن ﴿فَنَفَخْنَافِيهِ مِنْ رُّوْحِنَا﴾ مسیح کے اندر ذات الٰہی تھی پس وہ صاحب الوہیت تھے اس لئے ایک گناہ گار رسول سے (معاذ اللہ) مسیح افضل تھے۔

شکریہ : یہاں ﴿فَنَفَخْنَافِيهِ مِنْ رُّوْحِنَا﴾ کو اٹھا کر پادری صاحب یا مرزائی یا اکرام الحق صاحب بے سوچے سمجھے ایک نیا خدا خانہ ساز بنا رہے ہیں۔ہاں اکرام الحق کو تو اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اعتراض سے بحث ہی نہیں۔اس لئے کہ انہوں نے تو یہ اعتراض ہی نہیں کیا مگر چونکہ حقائق القرآن کی دو ورقی میں یہ بھی ہے تو شاید آج نہ کہا تو کل کہہ دیں۔اس وجہ سے ان کو بھی شکریہ میں شریک کیا گیا۔بہر کیف وہ اس امر کے قائل ہوں یا نہ ہوں مگر ارادہ ضرور ظاہر کیا ہے کہ میں عیسائی ہو جاؤں گا لہٰذا وہ بھی اس کے معترف ہونے والے ہوئے۔

اصل میں یہ سراسر غلط فہمی یا بالفاظ دیگر مخالفت قرآنی ہے۔**نفخ** کے معنی صاف ہو جانے پر معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔علامہ امام راغب مفردات میں فرماتے ہیں: **النفخ نفخ الريح فى الشيء قال يوم ينفخ فى الصور ونفخ فى الصور ثم نفخ فيه اخرى ذالک نحو قوله تعالىٰ ﴿فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ﴾ ومنه نفخ الروح فى النشاة الاولىٰ ونفخت فيه من روحى يقال انتفخ بطنه ومنه استعير انتفخ النهارا ذ ارتفع ونفخة الربيع حين اعشب ورجل منفوخ اى سمين.**

نفخ سے مراد نفخ ریح ہے کسی شے میں پھونک مارنا۔جیسا کہ قرآن پاک میں ہے ﴿**يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ**﴾ یعنی جس دن پھونکا جائے صور۔اور پھونک دیجائے صور میں۔اور پھر پھونک دی جائے اس میں دوبارہ۔اور نفخ اور نقر دونوں ایک معنی رکھتے ہیں۔ **فاذانقر** یعنی جب پھونکا جائے ناقور یعنی صور۔اور نفخ روح سے مراد۔۔۔پہلی پیدائش ہے اور ﴿**نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِي**﴾ کے معنی باعتبار عرف پھولنے اور پھلنے کے بھی ہو سکتے ہیں۔روح کی حقیقت امر ہے جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا۔﴿**قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّي**﴾ یعنی ہم نے عالم امر میں حضرت مسیح کو پھولتا پھلتا تخلیق فرمایا پھر پیٹ پھولنے کے معنی میں بھی نفخ آتا ہے اور سپیدۂ سحر کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے **انتفخ النهار، انتفخ بطنه** اور کھیتی کے شاداب اور سرسبز ہونے کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے **نفخة الربيع**۔اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فربہ آدمی کے معنی میں بھی بولا جاتا جیسے رجل منفوخ۔ یعنی آدمی سمین وفربہ ہے۔

پھر وہم نصرانیت کو تو قرآن کریم خود رد فرمارہا ہے۔ ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ﴾ بے شک کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے اور مسیح نے تو یہ کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے۔ بیشک جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ دوسری آیت سے تو اس وقت حیات مسیح بھی ثابت ہورہی ہے جو ابطال مرزائیت کے لئے اعلیٰ دلیل ہے ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾ یعنی بیشک کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے اے حبیب تم فرمادو پھر اللہ کا کوئی کیا کرسکتا ہے اگر وہ چاہے کہ ہلاک کردے مسیح بن مریم کو اس کی ماں کے ساتھ اور تمام زمین والوں کو۔ اس آیۂ کریمہ میں ابن مریم وامه ومن فی الارض میں واؤ بمعنی معه ہے اور معیت کے معنی سے یہ مفہوم صاف حاصل ہورہا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو معه حضرت مریم علیها السلام کے عیسیٰ علیہ السلام کو بھی ماردیتے۔ مگر چونکہ عیسیٰ علیہ السلام کو ہم نے نہ مارا اس لئے عیسائی ان کو خدا ماننے کے لئے تیار ہوگئے۔ حالانکہ وہ رسول خدا اور خدا کے بندے تھے نہ کہ خدا کے بیٹے یا خدا۔ (معاذ اللہ)

اور دوسرے فرقہ کے رد میں فرمایا: ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ﴾ یعنی بیشک وہ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ تین معبودوں میں سے ایک اللہ ہے۔ یعنی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باپ اللہ، بیٹا مسیح اور روح القدس تین معبود ہیں۔ اعاذنا اللہ تعالی من ھذا الشرک الجلی۔ پھر آگے فرمایا کہ خدا تو کھانے پینے سے منزہ ہے اور ﴿کَانَا یَاْکُلَانِ الطَّعَامَ﴾ یعنی مسیح اور ان کی والدہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ پھر جو کھانا کھانے کا محتاج ہو وہ خدا کیسے ہوسکتا ہے۔ اور پھر یہ بتادیا کہ ہمارے حبیب تو وہ ہیں جن کی شان میں ہم نے فرمایا۔ ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ ......الخ﴾ یعنی اے حبیب ہم نے آپ کو تمام مخلوقات کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا اور عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں ارشاد ہے: ﴿اِنْ ھُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَیْہِ وَجَعَلْنٰہُ مَثَلًا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ﴾ بیشک وہ عیسیٰ نہیں تھے مگر ایک ایسے بندے کہ ہم نے ان پر انعام فرمایا اور بنی اسرائیل کی طرف بے مثل بنا کر بھیجا۔

انجیل کی نظر میں سید الانبیاء ﷺ کا رتبہ دنیا کے سردار کا ہے

یہاں تک تو مسلمات اہل اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام و جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا مقابلہ تھا اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی۔ ذرا انجیل سے تو پوچھئے جو حضرات نصاریٰ کی مسلمات سے ہے کہ وہ حضور کی شان والا میں کیا کہہ رہی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی عمر کے آخری حصہ میں وعظ فرماتے ہیں اور اس میں بتاتے ہیں۔ یوحنا ۱۴ باب کی ۲۹ سے ''تم سن چکے ہو کہ میں نے تم کو کہا کہ میں جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں اگر تم مجھے پیار کرتے تو تم میرے اس کہنے سے کہ باپ پاس جاتا ہوں خوش ہوتے کیوں کہ میرا باپ مجھ سے بڑا ہے اب میں نے تمہیں اس کے واقع ہونے پیشتر کہا تا کہ جب وہ وقوع میں آئے تو تم ایمان لے آؤ بعد اس کے میں تم سے بہت کلام نہ کروں گا اس لئے کہ اس جہان کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کی کوئی چیز نہیں''۔

اس مضمون سے آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ آپ کے بعد وہ دنیا کا سردار کون

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آیا؟ سنئے ہم بتاتے ہیں جو آیا وہ وہی سید الانبیاء، سند الاتقیاء، حبیب کبریا، محبوب خدا، مالک عالم، حبیب محتشم، تاجدار انام، شہنشاہ این و آن، قاسم کون و مکان، سید الثقلین، نبی الحرمین، امام القبلتین، محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وہ مٹے ہوئے مراتب دکھائے جن کو ان کی جماعت نے **نسیا منسیا** کر کے **ھباء منثورا** کر دیا تھا۔ اب اس جماعت کے نامی محققین کے خیالات بھی ملاحظہ کیجئے۔ جن میں آپ شریک ہو کر عیسائی بننا چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے اسلام اور بانی اسلام کے متعلق کیا کہہ رہے ہیں پھر انصاف آپ کے ہاتھ ہے۔

مانو نہ مانو پیارے تمہیں اختیار ہے　　ہم نیک و بد جناب کو سمجھائے جاتے ہیں

اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَآءُ

حضور ﷺ کی شان فضیلت اغیار کی زبان و قلم سے

مشہور و معروف مؤرخ ڈبلیو آئرنگ جن کا ایک ایک لفظ علمی دنیا میں قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور جن کی مؤرخانہ تحقیق کا پایا اس قدر بلند ہے کہ آپ کی تحریریں بطور سند کے پیش کی جاتی ہیں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت محمد صاحب نہایت سادہ مزاج ریفارمر تھے آپ کی ذہنی قابلیت حیرت انگیز اور قوت مدبرہ غیر معمولی تھی۔ آپ کا فہم و ادراک نہایت تیز، حافظہ زبردست اور مزاج انکسار پسند تھا۔ آپ کی گفتگو نہایت مختصر مگر پُر مغز اور سنجیدہ ہوتی تھی۔ زبان کی حلاوت آپ کی بے نظیر فصاحت اور مترنم لہجہ سے دوبالا ہو جاتی تھی۔ آپ بڑے متقی اور نیک منش تھے اکثر روزہ سے رہتے تھے۔ ظاہری شان و شوکت کا کچھ خیال نہ تھا جیسا کہ نچلے طبقے کے لوگوں میں ہوا کرتا ہے بلکہ جو کپڑے آپ پہنتے ان میں اکثر پیوند ہوتے۔ صفائی کا بہت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خیال رکھتے' اکثر غسل کرتے اور خوشبو لگاتے۔ معاملات میں بڑے منصف تھے۔ آپ بیگانے غریب امیر غلام اور آقا سب کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کرتے عام لوگوں کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آتے اور ان کی شکایات سنتے تھے۔ طبیعت پر اس قدر قابو یافتہ تھے کہ خانگی زندگی میں بھی نہایت متحمل، بردبار اور ذی حوصلہ تھے۔ آپ کے خادم انس کا بیان ہے کہ میں آٹھ برس تک آپ کی خدمت میں رہا اس عرصہ میں آپ نہ تو کبھی مجھ پر ناراض ہوئے اور نہ ہی سخت کلامی کی باوجودیکہ مجھ سے نقصان بھی ہو جاتا تھا۔

آپ کے سوانح حیات کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بالکل خود غرض نہ تھے کیوں کہ ملکی فتوحات سے جو حاکمانہ غرور خود غرض لوگوں میں پیدا ہو جاتا ہے وہ آپ میں بالکل نہ تھا بلکہ نہایت عروج اور شاہانہ صولت وسطوت کی موجودگی میں بھی آپ ایسے ہی سادہ اور گریبانہ حالت میں رہے جیسے کہ افلاس کے زمانہ میں۔ شاہانہ شان وشوکت تو درکنار اگر آپ کہیں تشریف لیجاتے اور لوگ تعظیماً کھڑے ہو جاتے تو بھی آپ ناپسند فرماتے۔ مال ودولت جو خراج سلطنت جزیہ اور مال غنیمت سے حاصل ہوتا وہ صرف جنگی مہمات اور امداد مساکین میں صرف ہوتا تھا اور یہی مصارف اس قدر تھے کہ بیت المال ہمیشہ خالی رہتا تھا۔ عمر بن حارث کا قول ہے کہ حضرت محمد (ﷺ) نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی لونڈی غلام چھوڑا، نہ درہم اور دینار۔ آپ کو دنیاوی آسائش وآرام سے کوئی غرض نہ تھی آپ ہمیشہ نماز میں مصروف رہا کرتے جو مسلمانوں کی نہایت پسندیدہ عبادت اور روح انسانی کو صاف وشفاف بنانے والی چیز ہے۔ آپ ہمت شکن حالات اور مصیبت افزا واقعات میں بھی ہمیشہ متوکل رہتے تھے اور انجام کی راحت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر منحصر سمجھتے تھے اور اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر خدا رحم نہ کرے تو میں بھی جنت میں داخل نہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوسکتا۔ آپ اپنے اکلوتے فرزند ابراہیم کی وفات حسرت آیات پر بالکل صابر وشاکر رہے۔

آپ اپنی زندگی کے آخری دن تک خدمت مذہب میں مصروف رہے اور اپنے پیروؤں کو ہدایات دیتے رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے داعی اور مستقل زاہد کو برا کہنا یا ان پر ریا کاری کا الزام لگانا قطعاً غلط ہے۔

قرآن پاک جس کے ذریعہ حضرت محمد (ﷺ) نے لوگوں کو ہدایت اور نیکی کی طرف بلایا اس کی تعلیم نہایت بلند پایہ اور پاکیزہ ہے۔

(۲)

یورپ کا زبردست محقق اور مؤرخ ہربرٹ وائل اپنی کتاب ''گریٹ ٹیچر'' میں لکھتا ہے

حضرت مسیح کے چھ سو سال بعد جب کہ حضرت مسیح کا عجیب وغریب اثر مغرب کی طرف منتقل ہو جانے کی وجہ سے شام اور عرب کی اخلاقی حالت نہایت خراب ہو رہی تھی۔ عرب جیسے وسیع ملک میں ایک پیغمبر بھیجا گیا۔ جس نے نہ صرف عدل وانصاف اور امن وامان کی حکومت قائم کی بلکہ ہیبت ناک بت پرستی کا بھی قلع قمع کر دیا۔ عرب میں عورتوں اور مردوں کو بتوں کی بھینٹ چڑھایا جاتا تھا۔ معمولی مناقشات پر خوفناک لڑائیاں چھڑ جاتی تھیں۔ اخلاقی قباحتیں اور بری عادتیں ''طبیعت ثانیہ'' تھیں کہ ۲۹ اگست ۵۷۶ء کو مکہ میں یہ پیغمبر پیدا ہوا۔ اس سے چند روز پیشتر آپ کے والد کا انتقال ہو چکا تھا اور چند روز بعد آپ کی والدہ بھی فوت ہو گئیں اور اپنے یتیم فرزند کو دادا کے سپرد کر گئیں۔ جب یہ یتیم لڑکا بڑا ہوا تو امید کے موافق نہایت خاموش طبع تھا اور گرد وپیش کے لوگ اس سے محبت بھری نظروں سے دیکھتے تھے۔ اسی زمانہ میں آپ کے دادا بھی انتقال فرما گئے اور محمد صاحب کی حفاظت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور پرورش آپ کے چچا ابوطالب کے سپرد کر گئے بچپن اور جوانی کے زمانہ میں آپ کو کوئی خاص واقعہ پیش نہ آیا سوائے اس کے کہ بسلسلۂ تجارت آپ کو شام جانا پڑا جہاں آپ اس پرانے زمانے کے ہر واقعہ کا نہایت عمیق نظروں سے مطالعہ کرتے رہے۔

۲۴ برس کی عمر میں آپ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ عنہا) سے شادی کی۔ جن کی طرف سے آپ شام میں تجارت کیا کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) نے تمام معاملات میں آپ کو ایسا وفادار، صادق، امین اور کفایت شعار پایا کہ ان دونوں کی ۲۶ سالہ گرہستی زندگی دنیا کی شادیوں میں ایک نمونہ سمجھی جاتی ہے بظاہر آپ کی زندگی خاموش تھی۔ لوگ آپ کو "الامین" کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ جب آپ شہر کی گلیوں میں چلتے تھے تو بچے دوڑ کر آپ کو چمٹ جاتے تھے کیونکہ انہیں آپ کی محبت پر بھروسہ تھا۔ مفلس اور مفلوک الحال لوگ بھی بغرض مشورہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اسی زمانہ میں حضرت محمد صاحب ایک غار میں جایا کرتے تھے اور وہاں عبادت اور غور وفکر میں کئی کئی مہینے صرف کر دیتے اور اس اندرونی آواز پر بھروسہ کرنے سے ڈرتے تھے جو آپ کو تبلیغ حق پر آمادہ کرتی تھی۔ وہ خیال کیا کرتے کہ میں کیسے پیغمبر بن سکتا ہوں کیا انسانی کمزوری تو مجھے ایسا کرنے کے لئے نہیں ابھارتی؟ اسی حالت میں ایک رات جبکہ آپ زمین پر لیٹے پڑے تھے آسمان پر روشنی چمکی اور ایک نورانی شکل نیچے اترتی ہوئی نظر پڑی۔ جس نے کہا۔

"اٹھ تو خدا کا نبی ہے۔ اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھ"۔ آپ نے سوال کیا، کیا پڑھوں؟ اس کے بعد فرشتے نے رسول کو تلقین کی اور نہ صرف اس بڑی دنیا کا ذکر کیا جس میں ہم رہتے ہیں بلکہ آسمان اور فرشتوں کی مخفی دنیاؤں کا بھی ذکر کیا اور اس کے علاوہ توحید یزدانی کی تعلیم دی جس کی وجہ سے ساری دنیا منور ہے نیز اس اہم کام کا تذکرہ کیا جس کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لئے محمد صاحب کو پیدا کیا تھا۔ یہ وہ عجیب وغریب واقعہ تھا جس نے محمد (ﷺ) صاحب کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیا۔ اس سے پہلے آپ صرف ''امین'' تھے مگر اب ''رسول'' ہیں جیسا کہ تم نے دوسرے پیغمبروں کی زندگی میں پڑھا ہے کہ اکثر اسی قسم کا فرشتہ آسمان سے نازل ہوتا ہے تا کہ پیغمبروں کی رہنمائی کرے اور ان میں تبلیغ حق کی ہمت پیدا کرے۔ کیونکہ ہماری دنیا کی نگرانی اور جانچ پڑتال ایک ایسی زندہ جاوید طاقت کے ہاتھ میں ہے جو ضرورت کے وقت دنیا میں پیغمبر بھیجا کرتی ہے۔ محمد (ﷺ) صاحب اٹھے اور جلدی سے خدیجہ کے پاس گئے اور بیتابی کے ساتھ سوال کیا میں کون ہوں؟ میں کیا ہوں؟ وفادار بیوی نے جواب دیا تو صادق اور وفادار ہے۔ تو نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی خدائے قادر وتوانا اپنے وفادار بندوں کو دھوکہ نہیں دیا کرتا۔ اس آواز کی پیروی کر اور جس کام کے لئے تجھے منتخب کیا گیا ہے اس کی تعمیل کر۔

اس طریقہ سے وفادار زوجہ نے آپ کی ہمت افزائی کی۔ اور ایمان بھی لے آئیں اس کے بعد اس کے چند عزیز واقارب بھی مسلمان ہو گئے لیکن ابوطالب نے جو آپ کے چچا اور زندگی بھر کے محافظ رہے آپ کے پیغام کو تسلیم نہیں کیا اگرچہ اس سے ان کے فرزند علی (رضی اللہ عنہ) ایمان لے آئے تھے۔ تین سال تک آپ نے خاموشی کے ساتھ تبلیغ کی اور اس عرصہ میں صرف تیس (۳۰) آدمی مسلمان ہوئے اس کے بعد آپ نے اپنا پبلک وعظ کہا جس میں خدا کی وحدانیت کا تذکرہ کیا۔ انسانی قربانی شراب خوری اور ہر خراب عادت کے برے نتائج بیان کئے۔ آہستہ آہستہ کچھ اور آدمی بھی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے لیکن ساتھ ساتھ مخالفت بھی پورے زور کے ساتھ شروع ہو گئی۔ آپ کے پیروؤں کو زبردستی چھین لیا جاتا تھا اور طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی تھیں لیکن وہ لوگ اپنے پیغمبر پر کچھ ایسے فدا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھے کہ اپنی جان گرامی سے زیادہ آپ سے محبت کرتے تھے۔ایک شخص سے جسے طرح طرح کی تکلیفیں دیکر نیم مردہ کر دیا گیا تھا دریافت کیا گیا کہ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم آرام سے اپنے گھر بیٹھو اور محمد (ﷺ) تمہاری جگہ پر ہوں۔مرتے ہوئے آدمی نے جواب دیا۔''خدا کی قسم اگر میرے آقا محمد (ﷺ) کو ایک کانٹا بھی چبھ جائے تو بھی میں اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ رہنا گوارا نہ کروں گا''۔محمد (ﷺ) صاحب سے ان لوگوں کی محبت اس قدر بڑھی ہوئی تھی۔

رفتہ رفتہ اہل عرب کے مظالم اس قدر بڑھ گئے کہ ابتدائی مسلمانوں کو کسی محفوظ اور مضبوط پناہ کی تلاش میں ہجرت کرنا پڑی لیکن جہاں کہیں بھی وہ گئے ان کے دلوں سے اپنے محبوب رسول اور ان کی تعلیم کی یاد فراموش نہیں ہوئی۔

لیکن اب پیغمبر صاحب پر بھی تاریک زمانہ شروع ہوا اور مخالفین کے مظالم اس ہولناک حد تک پہنچ گئے کہ سوائے ایک کے باقی تمام مسلمان ہجرت کر کے دوسرے ممالک چلے گئے۔محمد (ﷺ) صاحب کے چچا ابو طالب نے اصرار کیا کہ آپ اپنا کام چھوڑ دیں لیکن آپ نے اس قسم کی کوئی بات نہ سنی اور کہا۔''اگر وہ سورج کو میرے دائیں ہاتھ پر اور چاند کو بائیں ہاتھ پر رکھ دیں تو بھی میں اپنے کام سے باز نہیں رہوں گا۔یقیناً اس کام سے اس وقت تک دست بردار نہ ہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ اس نورانی مذہب کو دنیا پر ظاہر نہ کر دے یا میں خود اس کوشش میں جان نہ دوں''۔

چچا کی گفتگو سے محمد (ﷺ) صاحب دل شکستہ ہو جاتے ہیں اور رنج و تاسف اور ملال کی حالت میں اپنا کمبل اوڑھ کر چلنے کے لئے تیار ہوتے ہیں کہ ان کے چچا کی آواز آتی ہے ''ٹھہرو، ٹھہرو! محمد! جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو آزادی سے کہو۔خدا کی قسم میں تمہارا ساتھ کبھی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ چھوڑوں گا''۔ یہ الفاظ محمد صاحب کے اس چچا کے ہیں جس نے اگرچہ آپ کے پیغام کو تسلیم نہ کیا تھا لیکن باوجود اس کے آپ کے مشن اور آپ کی ذات سے اس قدر مانوس تھا۔

لیکن اب پہلے سے بھی زیادہ نازک وقت آتا ہے آپ کے چچا اور آپ کی محبوب زوجہ (حضرت) خدیجہ کا انتقال ہو جاتا ہے جو ہر کام میں آپ کی عقلمند مشیر تھیں۔ ان دونوں کی موت سے محمد صاحب تنہا رہ جاتے ہیں۔ اس سال کو مسلمان رونے کا سال کہتے ہیں۔

اب ان کے ساتھ مکہ میں صرف علی اور جان نثار ابوبکر رہ جاتے ہیں ان کے دشمن ان کے قتل کی سازش کرتے ہیں لیکن وہ محصور مکان کے دریچہ سے نکل کر راہ فرار اختیار کرتے ہیں اور مکہ چھوڑ دیتے ہیں، اسلام میں مکہ چھوڑنے کا سال ہجری کہلاتا ہے۔

غار کی تنہائی میں دشمنوں کے خوف سے کانپتے ہوئے ضعیف العمر ابوبکر نے کہا۔ ''ہم صرف دو ہیں''۔ محمد (ﷺ) صاحب نے جواب دیا ''ہم دو نہیں بلکہ تین ہیں کیونکہ خدا بھی ہمارے ساتھ ہے''۔

اس کے بعد وہ مدینہ چلے جاتے ہیں جہاں آپ کو بہت سے انصار مل جاتے ہیں۔ نومسلموں کی تعداد روزافزوں ترقی کرتی جاتی ہے یہاں تک کہ آپ ایک سلطنت کے بادشاہ بنا دیئے جاتے ہیں۔ یہاں سے آپ کی پبلک لائف کا آغاز ہوتا ہے اب ان کے لئے لازمی نہیں کہ ایک خاموش زاہد کی سی زندگی بسر کریں برخلاف اس کے انہیں ہزار ہا لوگوں کی رہنمائی کرنا اور ان کے مستقبل پر غور کرنا ہے۔

مکہ سے دشمن آپ کا تعاقب کرتے ہیں اور آپ ایک چھوٹی سی فوج جمع کر کے ان کا مقابلہ کرنے کی غرض سے نکلتے ہیں۔ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر انہیں ایک عظیم الشان اور مشہور و معروف فتح حاصل ہوتی ہے اور باوجود اس فتح عظیم کے محمد (ﷺ)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صاحب کا کیریکٹر یہ ہے کہ صرف دو آدمی قتل کئے جاتے ہیں اور اپنے زمانہ کی رسم کے خلاف قیدیوں سے نہایت مہربانی اور نرمی کا سلوک کیا جاتا ہے مسلمان انہیں روٹی دیتے ہیں اور خود کھجوریں کھاتے ہیں۔

اس کے بعد دس سال کی کشمکش کا زمانہ آتا ہے اور اس عرصہ میں سینکڑوں آدمی آپ کے پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ میرے خیال میں تم بمشکل اندازہ کر سکو گے کہ محمد (ﷺ) صاحب لوگوں کے دلوں کو مسخر کرنے کی کس قدر طاقت رکھتے تھے اور یہ کہ ارد گرد کے لوگوں کو آپ سے کس قدر محبت تھی اور آج بھی مسلمانوں کو آپ سے کس قدر عقیدت و الفت ہے۔

۸ رجون ۶۳۸ء کو اس زندگی کا آخری سین نظر آتا ہے۔ محمد (ﷺ) صاحب اس قدر ناتواں ہو گئے ہیں کہ اکیلے کھڑے بھی نہیں ہو سکتے۔ علی اور دوسرے صحابہ آپ کو سہارا دے کر مسجد میں لے جاتے ہیں۔ آپ یہ پوچھنے کے لئے آواز بلند کرتے ہیں کہ کوئی ایسا شخص تو نہیں ہے جس کے ساتھ انہوں نے کوئی سختی کی ہو یا جس کا کوئی قرض ان کے ذمہ ہو۔ ایک شخص ہلکی سی رقم کا مطالبہ کرتا ہے جو فوراً ادا کر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد دعا کے الفاظ دھیمے ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ آواز بالکل سنائی نہیں دیتی اور محمد (ﷺ) صاحب اس جسم فانی کو چھوڑ کر زیادہ اعلیٰ اور زیادہ نورانی دنیاؤں میں اپنا کام کرنے کی غرض سے چلے جاتے ہیں۔

بخوف طوالت رسالہ ہم مندرجہ بالا دو اسناد پر ہی کہ مشتے نمونہ از خروارے ہیں، اکتفا کرتے ہیں۔ **العذر مقبول عند کرام الناس.**

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقریظ از

امام اہل سنت حامی شریعت عالم ربانی مقبول صمدانی بحر الطمطام جر القمقام حجۃ الاسلام سید المفسرین سند العلماء والموعظین حضرت قبلہ وکعبہ مولانا مولوی حاجی صوفی سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب **لازال شموش فیضانہ ابدا.**

ایام جلسہ مرکزی حزب الاحناف ہند لاہور میں ایک کھلی چٹھی بنام علماء کرام میری نظر سے گذری تھی۔ جو اکرام الحق نامی کسی شخص نے شائع کی تھی اس میں وہی پرانے اعتراضات نصاریٰ کے تھے جو اس سے قبل ۱۹۱۴ء میں قاسم علی احمدی نے بار سوم لکھ کر دہلی سے شائع کئے تھے پھر حقائق قرآن میں بھی اعتراضات چھپے۔ اس کے بعد اس کھلی چٹھی میں شائع کئے گئے۔ اور جب شیر میدان اسلام نے جوابات دیئے تو میاں اکرام نے ایک اور پرچہ چھاپا۔ جس میں مولوی گر علماء پر خاموشی کا الزام لگایا حالانکہ یہ محض غلط الزام تھا۔ مولوی گر علماء خاموش نہ رہے بلکہ انہوں نے تقریروں میں بھی جلسہ کے اندر بقدر وسعت وقت مختصر جوابات دیئے بلکہ خود اکرام الحق مولوی عبدالحفیظ صاحب کے جواب کا شکر گزار ہوا۔ بہر کیف زیادہ تر اس طرف التفات کرنے کو اس لئے غیر ضروری سمجھا گیا کہ اس کا جواب پہلے بھی شائع ہو چکا تھا اور اب بھی بہت سے جوابات لکھے گئے۔ پھر میرے لخت جگر بلند اختر عالم ربانی مقبول بارگاہ صمد مولانا حافظ حکیم سید محمد احمد **اطال اللہ عمرہ باشاعۃ الدین وجماعۃ سید المرسلین من الصادقین المصدقین ومطیع الاتحاد بین المسلمین** نے نہایت پسندیدہ طرز پر لفظ بلفظ ہر اعتراض اور شبہ کے مکمل جواب لکھے اور ایسے لکھے کہ ایک منصف مزاج بہکا ہوا مسلمان تو درکنار اگر ایک نصرانی عیسائی بھی بنظر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انصاف دیکھیے تو اس کی تشفی و تسلی کو کافی ہے اور عزیز مذکور نے اس جواب میں یہ خصوصیت رکھی ہے کہ ہر شبہ کا جواب حسب خواہش معترض فقط آیات قرآنی سے دیا ہے اور حدیث واجماع اور قیاس شرعی سے مطلقاً کام نہیں لیا گیا۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ معترض صاحب کی یہ خواہش ایک حد تک کسی طرح حق بجانب نہ تھی اس لئے کہ وہ خود اپنی کھلی چٹھی کی سطر ۱۴ صفحہ اول پر لکھ چکے ہیں کہ ’’اس رسالہ کے مصنف نے تیرہ وجوہات بیان کی ہیں جو تمام کی تمام قرآن مجید کی آیات اور مسلمانوں کے مسلمات پر مبنی ہیں الخ‘‘ تو جب قرآن کریم اور دیگر مسلمات اسلام پر مبنی اصول کو وہ خود تسلیم کرتا ہے اور اعتراض نمبر ۱۳ کو تو محض مسلمات اسلام کی بنا پر ہی نقل کیا ہے پھر میں نہیں سمجھ سکا کہ خود تو فضیلت عیسیٰ علیہ السلام ثابت کرنے کو سب طرف جانے کا مجاز بنتا ہے اور دوسرے کو قرآن کریم سے جواب دینے پر مجبور کر کے صفحہ ۲ کی سطر ۲۳ پر احادیث و رواۃ صحیحہ کے متعلق لکھتا ہے۔ ’’زبانی قصے کہانیاں چھوڑ کر کوئی قرآن سے اس کا ثبوت تو پیش کرے۔‘‘ سبحان اللہ! کیا زبانی قصے کہانی اور احادیث حبیب ربانی آپ کے نزدیک ایک مرتبہ کی ہیں۔ ذرا قرآن کریم سے پوچھیے کہ وہ فرمان محمد رسول اللہ ﷺ کی کیا عظمت ظاہر فرما رہا ہے۔ ارشاد ہے ﴿**وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى**﴾ یعنی ہمارے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ اپنے خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے ان کی ہر بات ہماری وحی ہوتی ہے جو ان کو وحی کی جاتی ہے اندریں صورت حضور کی ایک بھی حدیث کا انکار جبکہ وہ بالا سانید صحیح ثابت ہو جائے کیا مذکورہ آیت کریمہ کے انکار کو مستلزم نہیں؟ میاں اکرام الحق کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ رتبہ حضور کو ہی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ آپ کے تمام اقوال و افعال باسانید صحیحہ آج تک منقول و مروی معہ بیان حالات رواۃ چلے آرہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قول و فعل تو کیا اصلی انجیل کو بھی دس پانچ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسانید صحیح سے نہیں بلکہ ایک سند صحیح سے بھی کوئی عیسائی نہیں دکھا سکتا برخلاف حضور ﷺ کی کہ آپ کے ہر قول وفعل کو ایک ایک سند سے نہیں بلکہ کئی کئی سندوں سے ہم آنحضرت ﷺ تک دکھانے کو موجود ہیں۔ اور اگر اکرام الحق کو اس کا شوق ہو تو ہمارے مقدمہ تفسیر میزان الادیان کا مطالعہ کرے جو دفتر مرکزی حزب الاحناف ہند لاہور سے مل سکتا ہے بلکہ اگر بغرض ہدایت اکرام الحق خود لینے آئے تو ہم اسے بلا قیمت دینگے۔ اور اس کے مطالعہ سے ہمیں یقین ہے کہ علاوہ کھلی چٹھی کے جوابات کے وہ اعتراضات بھی حل ہو جائیں گے جو دہریوں وغیرہ نے اسلام پر کئے ہیں اور غالباً میاں اکرام کا وہم بھی وہاں تک نہ پہنچا ہوگا۔ مجھے افسوس ہوا کہ سرور عالم ﷺ کی احادیث کو اکرام الحق نے مثل قصے کہانیوں کے قرار دے دیا باآنکہ خود کو بھی فضیلت عیسیٰ علیہ السلام میں مسلمات اسلام سے مدد لینی پڑی۔ جیسا کہ اعتراض نمبر ۱۳ سے ظاہر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ سوائے اسلام کوئی مذہب اپنے بانی مذہب کے اقوال وافعال کو بانی مذہب تک اسانید صحیحہ کے ساتھ معہ بیان حالات وروات نہیں بیان کرسکتا اسی واسطے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے حضور ﷺ کے اقوال وافعال کے ان کے متبعین کے ذریعے جمع کرا کر انہیں اسانید صحیحہ موثق کرایا۔ اور پھر حکم فرمایا ﴿مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ یعنی ہمارے حبیب رسول جو تم کو دیں لے لو اور اس پر عمل کرو۔ جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ دوسری جگہ فرمایا ﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ﴾ یعنی مسلمان وہ ہیں جو پیروی کرتے ہیں ہمارے رسول کی جو نبی امی لقب ہیں انکا ذکر توریت اور انجیل میں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بلکہ ہنود کے ویدوں میں بھی باآنکہ وہ باطل ہیں، مگر حضور کا ذکر موجود ہے۔ اس بحث کو بھی ہم نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے اس مقدمہ میزان الادیان میں بہ تفصیل لکھا ہے۔

جب یہ امر ثابت ہو گیا کہ احادیث رسول اللہ ﷺ کو مثل قصص و حکایات نصاری وہنود سمجھنا مستلزم انکار قرآن ہے جو صریح گمراہی اور بے دینی ہے تو اب احادیث سے اگر آپ موازنہ کریں گے تو عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے کہیں زیادہ بلکہ بے شمار معجزات ہمارے حضور کی احادیث سے آپ کو ملیں گے جو مسلمات اسلامیہ سے ہیں۔ مگر یہ جب صحیح جب کبھی آپ کو ہم سے ملنے کی خدا توفیق دیگا۔ اب تو میں اپنے لخت جگر کو دعا دیتا ہوں کہ انہوں نے آپ کی خواہش کے مطابق تمام اجوبہ قرآن کریم سے بالاختصار لکھ دیئے اور باوجود مختصر ہونے کے بفضلہٖ ایسے واضح اور جامع ہیں کہ ایک تحقیق کرنے والے کی تشفی کو کافی۔ اللہ عزیز کو اجر عظیم عطا فرمائے آمین ثم آمین بحرمۃ النبی الامین۔

فقیر ابو محمد محمد دیدار علی

غفر اللہ لہ ولوالدیہ واساتذہ

امیر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

تقریظ از واعظ خوش بیان، عالم یگانہ، سید المناظرین

حضرت علامہ مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب

(صدر مدرسین مدرسہ دار العلوم حزب الاحناف و ناظم مرکزی حزب الاحناف، لاہور)

مبسلاً و حامداً و مصلیاً و مسلماً

من الذین کشف الستر عن کل کاذب وعن کل بدعائی بالعجائب

ولولا رجال مومنون لهدمت صوامع دین اللہ من کل جانب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قد سمعت رسالة طيبة وعجالة نفيسة صنفت في جواب أسئلة اكرام الحق المرزائى أوالعيسائى أو لا الى هؤلاء ولا الى هؤلاء من أوله الى اخرة فنعم الجواب وهو أحق أن يقال عين الصواب ولعمرى إنها لعروة وثقى لطالب الحق والرشد والهدى يستغنى بها عما سوى كيف لا وهى محللة بحلى ايات الله وموشحة بنصوص الفرقان فمن له أدنىٰ بصيرة فانه يهتدى بها إلى صراط مستقيم وطريق سوى ومن اكتحلت عيونه بكحل الانصاف والنقى فبمطالعة يجد سبيل الرشد والهدىٰ وان شاء الله لايحرم ولايشقى لان العلامة المجيب الفاضل الأريب البحر الطمطام والحبر القمقام مولٰينا الاعظم واخانا المعظم اباالحسنات الحافظ الحكيم محمد احمد صانه الله عن شر كل حاسد اذا حسد وجزاه الله وعن سائر المسلمين جزاء العز والمدد قد بذل جهده لاحقاق الحق على اكرام الحق وسعى وجمع الادلة القطعية و أوفىٰ وأتىٰ بتحقيق أنيق رائق فائق مرضى واستقضى حتى صار بمقابلة اهل الضلال والهوىٰ مصداقا للقول الدائر والمثل السائر "لكل فرعون موسٰى" وكذا يحق الحق ولقذفه على الباطل فيدمغه فاذا هو زاهق وأهوى ومن كان فى هذه الوريقة عمى فهو فى الأخرة اعمٰى واضل سبيلا وربكم أعلم بمن ضل عن سبيله وهو أعلم بمن اهتدىٰ...... فقط

المفتقر إلى الله الصمد ابو البركات سيد احمد

السنى الحنفى الرضوى القادرى

الناظم لمركز انجمن حزب الاحناف، لاهور.

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقریظ

حضرت مولانا مولوی سید منور علی صاحب

عربک ٹیچر ڈسٹرکٹ بورڈ، تحصیل کوہ مری، ضلع راولپنڈی

میں حسنِ اتفاق سے چھٹیوں میں آیا ہوا تھا۔ میں نے اکرام الحق کی کھلی چٹھی کا جواب بھی اول سے آخر تک پڑھی اور جناب مولانا مولوی حافظ قاری حکیم سید ابوالحسنات محمد احمد صاحب قادری، خطیب مسجد وزیر خان سلمہ، نے جو جوابات تحریر فرمائے ہیں، اول سے آخر تک پڑھے۔ اور اس سے اول جو جوابات دیگر اصحاب کی طرف سے شائع ہوئے، وہ بھی دیکھے۔ مگر میں اس عجالہ مبارکہ کو زیادہ ترجیح دیتا ہوں۔ ممدوح نے نہایت محنت سے تتبع فرما کر جواب دیئے ہیں۔ اگر توفیق ہدایت ہو تو اکرام جیسے اور مشتبہ افراد کیلئے بھی یہ بہترین مشعل ہدایت ہے اور ﴿**من یضل اللہ فلا ھادی لہ**﴾ یہ دوسری بات ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کے علم و عمل میں برکت دے اور اسی قسم کی خدماتِ دینی میں مصروف رکھے۔ **آمین بحرمۃ النبی الامین.**

سید منور علی عفی عنہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari